یورپ میں اردو کے مراکز

(انیسویں صدی میں)

ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین

مجلس ترقیِ ادب
کلب روڈ ○ لاہور

یورپ میں اُردو کے مراکز

اُنیسویں صدی میں

ڈاکٹر سیّد سلطان محمود حسین



مجلسِ ترقیِ ادب

کلب روڈ ○ لاہور

طبع اول : جنوری ۱۹۸۴ع

تعداد : ۶۰۰

ناشر : احمد ندیم قاسمی
ناظمِ مجلسِ ترقیِ ادب ، کلب روڈ لاہور

مطبع : ظفر سنز پرنٹرز ، کوپر روڈ لاہور

طابع : سید ظفر الحسن رضوی

قیمت : ۱۰ روپے

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم

کے نام

فہرست

———

پیش لفظ

ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین سے میرا تعارف گزشتہ برس ایک عزیز شاگرد کے توسط سے ہوا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے سندھ کے ایک دور افتادہ مقام پر رہ کر اپنی علمی لگن کے شعلے کو روشن کر رکھا ہے تو میں اس بات سے بہت متاثر ہوا۔ انھوں نے علمی ماحول اور کتب خانوں کے مراکز سے دور بیٹھ کر اردو ادب کے بعض موضوعات پر قابل قدر تحقیقی کام کیا ہے۔ جو لوگ فن تحقیق کی دقتوں سے آگاہ ہیں وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دور افتادہ مقامات پر بیٹھ کر تحقیقی کام کرنا کس قدر جانکاہی کا متقاضی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بالخصوص گارسیں دتاسی کو اپنی تحقیقات کا مرکز بنایا ہے۔ یہ کتاب تحقیقات کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے گزشتہ صدی میں اردو کی ترقیات کے لیے یورپ میں جو کام ہو رہا تھا، اس کا ایک دلچسپ اور مفید خاکہ سامنے آجاتا ہے، اور مزید کام کے لیے مآخذ و منابع کی نشان دہی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ گزشتہ صدی میں بھی اردو ایک ترقی یافتہ، وسعت پذیر اور اہم زبان شمار ہوتی تھی، اور ضمناً یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ہم آج بھی اردو کو ایک ادنیٰ درجے کی زبان قرار دینے پر مصر ہیں تو یہ ہمارے احساس کمتری کا اظہار ہے۔ شاید یہ کتاب اس احساسِ کمتری کا ازالہ کر سکے۔

ڈاکٹر سید سلطان محمود اب محکمۂ تعلیم پنجاب سے وابستہ ہوگئے ہیں اور ایک کالج میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ ان کے قلم سے اب اس سے بھی بہتر تصانیف دنیائے ادب کو میسر ہوں گی۔

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا
شعبۂ اردو
یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

۲۵ مئی ۱۹۷۷ء

دیباچہ

اردو زبان دنیا کی ایک ایسی بدقسمت زبان ہے جس کے متعلق پاکستان و بھارت کا ہر صوبہ اس کا دعوے دار ہے کہ اردو زبان نے اس کی کوکھ سے جنم لیا ہے ، مگر اس کو اپنانے کے لیے کوئی صوبہ تیار نہیں - اس غریب پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی جاتی ہے - اس کا دائرہ محدود بتایا جاتا ہے - بین الاقوامی زبان انگریزی کے مقابلے میں اس کو کمتر سمجھا جاتا ہے - مگر اہلِ علم حضرات کو شاید اس کا علم نہیں کہ فرانسیسی مستشرق گارسیں دتاسی (۱۸۷۸ - ۱۷۹۴ع) اردو زبان کو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں شمار کرتا ہے - اس عظیم محبِ اردو نے پیرس کے مدرسۂ السنۂ شرقیہ میں ۱۸۲۸ع سے لے کر ۱۸۷۸ع تک یورپی حضرات کو اردو زبان کی تعلیم دی - اس نے اپنے خطبات (۱۸۵۰ع سے ۱۸۶۹ع تک) میں یورپ کی ان درس گاہوں اور تربیت گاہوں کا ذکر کیا ہے جہاں اس کے دور میں (انیسویں صدی عیسوی میں) اردو کی درس و تدریس کا مکمل انتظام تھا - ان درس گاہوں سے یورپ کے لوگ اردو زبان و ادب سے بہرہ ور ہو کر ہندوستان کی وسیع سرزمین کا رخ کیا کرتے تھے اور تاج برطانیہ کی ہندوستان پر سیاسی گرفت کو مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہوتے تھے - ان لوگوں نے اردو سیکھ کر اور دوسروں کو سکھلا کر ، اس سے سیاسی ، مالی اور مذہبی فائدے حاصل کیے اور اس طرح اردو زبان غیر شعوری طور پر پھلی پھولی - ہم ان لوگوں کے احسان مند ہیں -

اس مختصر سی کتاب میں یورپ کے ان مراکز کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے جہاں انیسویں صدی میں اردو زبان و ادب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ راقم نے ان مراکز سے خط و کتابت کی جن کی نشان دہی گارسیں دتاسی نے اپنی تحریروں میں کی ہے۔ خوش قسمتی سے یورپ کی ان درس گاہوں اور تربیت گاہوں سے مثبت جوابات موصول ہوئے اور اس طرح اس تحقیقی مقالے کو ہر لحاظ سے مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے اردو سے محبت کرنے والے حضرات کے لیے یہ مقالہ سودمند ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین
لیکچرار اردو گورنمنٹ ڈگری کالج پسرور

۲۱ - اپریل ۱۹۷۷ء

۱

ہیلی بری کالج — لندن

(HAILEYBURY COLLEGE)

فرانسیسی مستشرق گارسیں دتاسی (۱۸۷۸ - ۱۷۹۴ع) اس درس گاہ پر تبصرہ کرتا ہے :

خطبہ نمبر ۸ (۱۸۵۷ع) :

''حال ہی میں طہران میں مرزا محمد ابراہیم کا انتقال ہوا ہے جو ہیلی بری کے ایسٹ انڈیا کالج کے پرنسپل تھے ، جہاں میری ان سے ۱۸۳۷ع میں ملاقات ہوئی - پھر موجودہ شاہ ایران نے ان کو عہدہ فرماں روا (گورنر) پر تقرر کرکے طلب کر لیا - وہ نہایت عمدہ انگریزی بولتے اور لکھتے تھے اور بذلہ سنجی اور حاضر جوابی کے لیے مشہور تھے - ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انھوں نے ایک عمدہ فارسی صرف و نحو لکھی اور بہت سے دلچسپ مضامین فارسی علم و ادب کے متعلق چھوڑے -"

خطبہ نمبر ۱۱ (۱۸۶۱ع) :

''ہیلی بری اور ایڈسکوسب کی درس گاہوں کے بند ہو جانے سے میری دانست میں ہندوستانی زبان کے شوقِ مطالعہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچے گا . . . اب ایسٹ انڈیا کمپنی کے سابقہ فوجی مدرسہ کے طلبہ ولوچ کے مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں"۔

خطبہ نمبر ۱۲ (۱۸۶۲ع) :

''ہیلی بری کے کالج کی جگہ ولوچ کی فوجی اکیڈیمی میں مشرق علوم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے . . . . ہیلی بری کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد متعدد اشخاص نے ملکی نظم و نسق اور علم و فضل میں بڑا نام پیدا کیا تھا ۔ امید ہے کہ وہی روایات اب بھی قائم رہیں گی ۔''

کالج کا قیام اور اس کا مقصد :

اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیارات میں تجارت کے علاوہ مال ، عدلیہ ، سیاست اور خزانے جیسے اہم شعبے بھی شامل ہوگئے تھے ۔ اس لیے کمپنی نے اپنے ملازمین کو جدید علم و ادب سے روشناس کرانے کے لیے ہندوستان میں کلکتہ کے مقام پر فورٹ ولیم کالج ۱۸۰۰ع میں قائم کیا ۔ اس کالج میں ہندوستان کی اردو اور ہندی زبانوں میں اور ان زبانوں سے متعلق کتابیں تصنیف و تالیف کرکے ایک تو جدید اردو نثر کا (جدید ہندی نثر کا بھی) آغاز کیا اور دوسرا اپنے ملازمین کو ان زبانوں سے بہرہ ور کرکے ان کو اس قابل بنایا کہ وہ ہندوستان کی سرزمین پر اور یہاں کے رہنے والے لوگوں پر حکومت کر سکیں ۔

۱۸۰۴ع میں کمپنی کے ارباب اختیار نے اسی قسم کے ایک علمی ادارے کی ضرورت انگلستان میں بھی محسوس کی ۔ ۱۸۰۵ع میں ہرٹ فورڈ کیسل (Hertford Castle) میں ایک درس گاہ قائم کی گئی ۔ چارلس گرانٹ (۱۸۲۳ - ۱۷۴۶ع) نے چار سال بعد ۱۸۰۹ع میں اسے لندن سے بیس میل دور مضافاتی مقام ہیلی بری (Haileybury)

میں منتقل کیا ۔ اس کالج میں سنسکرت ، فارسی ، عربی ، ہندی ، بنگالی اور ہندوستانی زبانوں کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ اس کالج کے پہلے پرنسپل سیموئیل ہیفلے (۱۸۱۵ - ۱۸۳۰ع) تھے اور السنہ شرقیہ کے پروفیسر جوناتھن اسکاٹ (Jonathan Scott) تھے ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے ملازمین کو ہندوستان بھیجنے سے پہلے یہاں مشرقی زبانوں کی تعلیم دیتی تھی۔ انیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے تقریباً تمام بڑے بڑے عہدہ دار اس کالج کے تعلیم یافتہ تھے ۔ اور اس طرح فورٹ ولیم کالج کلکتہ کی بجائے اس کالج نے بڑی سطح کے انسان پیدا کرنے میں بھرپور حصہ لیا ۔ ۱۸۵۷ع میں ہندوستان میں جنگِ آزادی کے بعد یہ کالج بند کر دیا گیا ۔ گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۹ (۱۸۵۹ع) میں کہتا ہے :

"ہیلی بری کا ایسٹ انڈیا کالج قطعی طور پر ۱۲ دسمبر ۱۸۵۷ع کو مسدود کردیا گیا اور اس موقع پر ایک پر وقار مجلس تقسیمِ انعامات کی منعقد کی گئی جس کے صدر نشین ریورنڈ مسٹر میلول (Melwill) پرنسپل کالج تھے ۔ یہ کالج پچاس سال سے قائم تھا ۔ اس میں ۲۰۵۵ تلامذہ فارغ ہو کر نکلے جن میں ایسے افراد بھی ہیں جن کی شہرت یورپ بھر میں ہے ۔ اس کالج کے پروفیسروں میں میکن تاش ، امپ سن ، جرمی اور مشرق السنہ کے لیے ہاٹن اسٹیوارٹ ، جانسن اور ایسٹ وک جیسے افراد تھے ۔ ایسے فاضل پروفیسروں کے ہوتے ہوئے یہ امر باعث تعجب نہیں کہ یہاں سے کیسے کیسے قابل نکلے ۔"

۱۸۶۲ع میں یہ کالج دوبارہ کھلا ۔ ۱۹۴۳ع میں ہیلی بری کالج امپیریل کالج میں مدغم ہوگیا اور اس طرح اس نئے کالج نے ہیلی بری اور امپیریل سروس کا نام پایا ۔

اسٹیفن آسٹن (Stephen Austin) (پ : ۱۸۰۴ع) اور اس کے والد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہیلی بری کالج کی طرف سے ہیلی بری میں پرنٹرز اور بک سیلرز تھے - اسٹیفن آسٹن ۱۸۵۸ع تک یہی خدمات انجام دیتے رہے تھے - انھوں نے السنۂ شرقیہ کی کتابیں بڑی نفاست اور خوب صورتی سے شائع کیں - برٹش میوزیم میں سر مونیر ولیمز (Sir Monier Williams) کا ترجمہ 'شکنتلا' اسٹیفن کے مطبع کا چھپا ہوا موجود ہے - اسٹیفن کو ان خدمات کی وجہ سے ملکہ برطانیہ نے سونے کا تمغہ اور فرانس کی شہزادی نے فرانس اور لندن میں بین الاقوامی نمائش کے موقع پر اول درجے کا تمغہ عطا کیا - ہیلی بری کالج کو قائم کرنے میں اسٹیفن آسٹن کی کوششوں کا بڑا دخل تھا - ہیلی بری کونسل نے ان کی خدمات کے عوض ان کو ۱۸۶۲ع میں ایک پلیٹ پیش کی جس پر ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا۱ - اسٹیفن آسٹن نے ۲۱ مئی ۱۸۹۲ع کو وفات پائی - اس کا ایک شاگرد نیپولین نیوٹن (Nepolean Newton) تھا جس نے بتیس برس کی عمر میں ۱۹ مئی ۱۸۵۷ع کو وفات پائی - گارسیں دتاسی اپنے خطبہ نمبر ۸ میں اس کی وفات پر یوں تبصرہ کرتا ہے :

''خود یورپ میں عین عالم شباب میں مسٹر نیوٹن کا انتقال ہوگیا ہے جو ممتاز مستشرق اور ہندوستانی زبان کا بڑا ماہر تھا اور ہرٹ فورڈ کے ممتاز ایڈیٹر اسٹیفن آسٹن کا شریکِ ذوق تھا - نیوٹن کا انتقال اپریل میں ہوا -''

---

(1) Memorials of Old Haileybury College—London 1894 p. 225—227

اردو کے اساتذہ

۱ ۔ ڈاکٹر گل کرسٹ ۔ جان باتھ وک (۱۷۵۹-۱۸۴۱ع) :

پیشے کے لحاظ سے آپ ڈاکٹر تھے ۔ ۱۷۸۲ع میں آپ ہندوستان آئے ۔ ۱۷۹۴ع میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں سرجن کے عہدے پر ترق پائی ۔ ہندوستان کے عوام کی زبان اردو میں کامل عبور حاصل کرنے کے لیے انہوں نے بڑی جد و جہد کی ۔ کمپنی نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی ۔ اردو زبان سیکھنے کے لیے ان کو رخصت مع تنخواہ دی ۔ اردو زبان و ادب میں اور اس زبان سے متعلق تصنیف و تالیفات میں بھی کمپنی نے پوری پوری مدد کی ۔ کلکتہ میں آپ نے اورینٹل سیمینری ۱۷۹۹ع میں قائم کیا ۔ اس مدرسے میں آپ کمپنی کے انگریز ملازمین کو اردو کا درس دینے لگے ۔ کمپنی نے ۱۸۰۰ع میں ان کے مشورے سے فورٹ ولیم کالج قائم کیا ۔ ڈاکٹر صاحب شعبۂ اردو کے صدر مقرر ہوئے ۔ اس کالج میں آپ نے اردو زبان و ادب میں جدت پیدا کی ۔ ۱۸۰۹ع میں کمپنی کی ملازمت سے سبکدوش ہوگئے ۔ ۱۸۱۶ع میں آپ نے لندن میں مستقل رہائش اختیار کی اور پرائیویٹ طور پر انگریزوں کو اردو کی تعلیم دینے لگے ۔ ۱۸۱۸ع میں کمپنی نے لندن میں اورینٹل انسٹی ٹیوٹ قائم کرکے ان کو اردو کا پروفیسر مقرر کردیا ۔ ۱۸۲۵ع تک آپ یہاں خدمات انجام دیتے رہے ۔ اس کے بعد آپ ہیلی بری کالج میں اردو کی تعلیم دینے پر مامور ہوئے ۔ پیرس میں ۹ جنوری ۱۸۴۱ع کو ۸۲ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی ۔ ڈاکٹر موصوف نے تقریباً سترہ کتابیں اردو زبان و ادب سے متعلق تصنیف و تالیف کیں ۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں :

(۱) انگریزی ہندوستانی لغت : دو جلدیں - کلکتے سے پہلی بار ۱۷۸۶–۱۷۹۰ء ، دوسری بار ایڈنبرا سے ۱۸۱۰ء ، تیسری بار لندن سے ۱۸۲۵ء ، چوتھی بار ۱۸۵۰ء -

(۲) ہندوستانی زبان کے قواعد : کلکتہ ۱۷۹۶ء - دوسری بار ۱۸۰۹ء -

(۳) ضمیمہ - لغت و قواعد کا : کلکتہ ۱۷۹۸ء -

(۴) ہندوستانی زبان پر مختصر مقدمہ : کلکتہ ۱۸۰۰ء -

(۵) معلم ہندوستانی : کلکتہ ۱۸۰۲ء ، دوسری بار لندن سے ۱۸۰۸ء ، تیسری بار ۱۸۳۰ء -

(۶) عملی خاکے : کلکتہ ۱۸۰۲ء -

(۷) مکالمات انگریزی و ہندوستانی : متعدد ایڈیشن کلکتہ ، ایڈنبرا اور لندن سے شائع ہوئے -

(۸) مشرق قصے : کلکتہ سے ۱۸۰۳ء - دوسری بار ایڈنبرا سے ۱۸۰۹ء -

۲ - مونیر ولیمز (۱۸۱۹-۱۸۹۹ء) :

کرنل مونیر ولیمز سرویئر جنرل صوبہ بمبئی کے تیسرے لڑکے تھے - بمبئی میں پیدا ہوئے - ۱۸۲۲ء میں تعلیم کے حصول کے لیے انگلستان چلے گئے اور ۱۸۳۷ء میں آکسفورڈ سے میٹرک پاس کیا - ۱۸۳۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں رائٹر بھرتی ہوئے - ۱۸۴۰ء میں ہیلی بری کالج میں داخلہ لیا - پروفیسر ہوریس ہے مین سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی - ۱۸۴۴ء میں ہیلی بری کالج میں السنۂ شرقیہ کی تعلیم حاصل کرکے پروفیسر سنسکرت ، فارسی اور اردو مقرر ہوئے اور

۱۸۵۷ع تک آپ اس عہدے پر کام کرتے رہے۔ آپ تین بار ہندوستان آئے، چونتیس ہزار پونڈ چندہ اکٹھا کیا اور ۱۸۸۳ع میں آکسفورڈ میں انڈین انسٹی ٹیوٹ قائم کیا۔ اس ادارے کو آپ نے تقریباً تین ہزار کتابیں اور مخطوطے فراہم کیے۔

گارسیں دتاسی اپنے مقالہ ۱۸۷۷ع میں اس کے ایک خط کا ذکر کرتا ہے جو مونیر نے اسے ہندوستان سے واپسی کے بعد لکھا تھا:

"ہندوستان کا سفر کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ ہندوستانی کی اہمیت روز بہ روز بڑھتی جاتی ہے۔ میں تصور بھی نہ کرسکتا تھا کہ وہ اس حد تک قومی زبان کہلانے کی مستحق ہے۔ اسے جانے بغیر کوئی عوام کی بات نہیں سمجھ سکتا۔"

اس مقالے کے ذریعہ گارسیں دتاسی نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ:

"لندن ٹائمز (بابت ۷ نومبر ۱۸۷۷ع) میں پروفیسر مونیر ولیمز نے حکومت سے یہ بالکل بجا مطالبہ کیا ہے کہ انگریزی کی بجائے ہندوستان کی قومی زبان کے طور پر حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔"

(۱) مونیر نے ایک کتاب "ہندوستانی پریمیر" (Hindustani Premier) رومن رسم خط میں لکھی۔ اس میں ابتدائی صرف و نحو کے ساتھ ساتھ کثیرالاستعمال الفاظ کے معنے اور کہانیاں اور لطیفے درج ہیں۔ یہ کتاب لندن سے ۱۸۶۰ع میں شائع ہوئی۔

گارسیں دتاسی نے اپنے خطبہ ۱۱ (۱۸۶۱ع) میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

(۲) مونیر نے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر Memorials of Old Haileybury College بھی مرتب کی جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی -

(۳) ہندوستانی گرامر پریکٹیکل : رومن رسم خط - لندن ۱۸۶۲ء اور ۱۸۷۱ء -

(۴) ہندوستانی سیکھنے کے لیے آسان تعارف -

(۵) چیلٹنہم سے ۱۸۵۸ء میں ہندوستانی قواعد کی مبادیات شائع کی -

(۶) لغت انگریزی - سنسکرت : لندن نومبر ۱۸۵۱ء

۳ - چارلس اسٹیوارٹ (۱۸۳۷-۱۷۶۴ء) :

گل کرسٹ کے بعد اسٹیوارٹ ہیلی بری کالج میں عربی ، فارسی اور اردو پڑھانے لگے - اس کالج میں آپ ۱۸۰۷ء سے ۱۸۲۷ء تک رہے - سلطان ٹیپو شہید کے کتب خانے کی فہرست ۱۸۰۹ء میں مرتب کی اور ''انشائے[1] جدید'' کے نام سے فارسی انشا مرتب کی جو لندن سے ۱۸۲۵ء میں طبع ہوئی -

اسٹیوارٹ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ۱۷۸۲ء میں فوج میں بھرتی ہو کر بنگال آئے تھے اور ۱۸۰۸ء میں فوج کی ملازمت سے میجر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے - ۱۸۰۰ء سے ۱۸۰۶ء تک فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں فارسی کے نائب پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں -

---

1 - Catalogue of the Library of India Office. Persian Books—By. A.J.Arbery. London 1937. Vol : II, Pt. VI, P : 389

۴ - ایسٹ وک ایڈورڈ بیک ہاؤس (۱۸۸۳ - ۱۸۱۴ء) :

مستشرق اور سیاست دان تھے - ان کا خاندان بڑے عرصے سے ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت کرتا آرہا تھا - ان کا بڑا بھائی ولیم جوزف ایسٹ وک (۸۹-۱۸۰۸ء) کمپنی کا ۱۸۴۶ء میں ڈائرکٹر تھا - ایسٹ وک ۲۲ برس کی عمر میں بمبئی کی پیدل سوار فوج میں کیڈٹ بھرتی ہوا - مگر السنۂ شرقیہ میں قابلیت رکھنے کی وجہ سے اسے کاٹھیاواڑ اور سندھ میں ایک سیاسی عہدہ سونپا گیا - پھر خرابیٔ صحت کی وجہ سے اسے وطن واپس جانا پڑا - وہاں جاکر بھی حصول و تحقیقاتِ لسانیت میں مشغول رہا - ۱۸۴۵ء میں کمپنی نے اسے ہیلی بری کالج میں پروفیسر ہندوستانی مقرر کیا - کالج کے بند ہونے پر ۱۸۵۹ء میں انڈیا آفس میں سیاسی سیکریٹری مقرر ہوا - آکسفورڈ یونیورسٹی نے ۱۸۷۵ء میں اسے اعزازی ایم - اے کی ڈگری دی -

تصانیف و تالیفات :

(۱) ترجمہ گلستان سعدی : ۱۸۵۲ء -

(۲) انوار سہیلی : ۱۸۵۴ء -

(۳) باغ و بہار : اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا - پہلی بار مطبوعہ ۱۸۵۲ء - دوسری بار ۱۸۷۷ء -

(۴) مختصر قواعد ہندوستانی : ۱۸۴۷ء اور ۱۸۵۸ء -

آپ ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن لندن کے ۸۲-۱۸۷۱ء تک صدر تھے -

۵ - انگریزوں کے علاوہ ہیلی بری کالج میں ہندوستان کے مسلمان بھی درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے تھے - مثلاً :

(۱) منشی غلام حیدر : ۱۸۰۹ء سے ۱۸۲۳ء تک اورینٹل

رائیٹنگ ماسٹر فارسی رہے - منشی صاحب نے ہیلی بری ہی میں ایک انگریز عورت سے شادی کرلی تھی -

(۲) **مولوی مرزا خلیل :** ۱۸۰۹ع سے ۱۸۱۹ع تک شعبۂ شرقیہ میں اسسٹنٹ تھے -

(۳) **مولوی عبدل علی :** ۱۸۰۹ع سے ۱۸۱۲ع تک شعبۂ شرقیہ میں اردو کے اسسٹنٹ تھے - انھوں نے بھی وہیں ایک انگریز عورت سے شادی کرلی تھی -

---

حوالے

۱ - خطبات گارسیں دتاسی : اورنگ آباد اور کراچی -

۲ - گل کرسٹ اور اس کا عہد : محمد عتیق صدیقی - انجمن ترقی اردو ، علی گڑھ -

۳ - ڈکشنری آف نیشنل بائیو گرافی : جلد ۷، ص ۱۲۲۲ (انگریزی)-

۴ - قواعد زبان اردو (رسالۂ گل کرسٹ): مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی، مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۶۲ع -

۵ - نگار پاکستان : کراچی ، جولائی ۱۹۷۱ع -

۶ - ڈکشنری آف انڈین بائیوگرافی (انگریزی) : بک لینڈ -

۷ - لنگوسٹک سروے آف انڈیا : (انگریزی) گریرسن ، جلد ۹ ، حصہ اول -

۸ - یورپ میں اردو : آغا افتخار حسین ، مرکزی اردو بورڈ لاہور ، ۱۹۶۸ع -

۹ - راقم کے نام مندرجہ ذیل ادارے کا مراسلہ بابت مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۶ع -

County Archivist—County Hall—Hertford, SG 13, 8 DE.

(a) Memories of old Haileybury College—London 1894

(b) Stephen Austin's of Hertford—A Bi—Centenary History, by James Moran—Hertford. 1968.

* * *

۲

یونیورسٹی کالج لندن

اس کالج میں ۱۸۵۵ع میں اردو زبان کی تعلیم دی جانے لگی تھی۔

۱۔ جان ڈوسن (۱۸۸۱-۱۸۲۰ع) :

یہ پہلے ہندوستانی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ڈوسن نے اپنے چچا ایڈون ڈوسن سے السنہ شرقیہ سیکھیں۔ اپنے چچا کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ادبی کام میں کچھ عرصہ مدد بھی دی تھی۔ ۱۸۵۵ع میں یونیورسٹی کالج کے ساتھ ساتھ آپ سندھرسٹ کالج میں بھی ہندوستانی پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے قواعدِ ہندوستانی لکھی جو پہلی بار ۱۸۷۲ع میں شائع ہوئی۔ ۱۸۶۹ع میں اخوان الصفا کا ہندوستانی زبان سے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ کتاب کے ۲۴۲ صفحات کے بعد اردو زبان شکستہ طرز پر لکھی ہے۔ گارسیں دتاسی نے اپنے مقالہ ۱۸۷۲ع میں اس قواعد کو سب سے زیادہ مکمل کہا ہے۔

۲۔ بیرون وان سٹرینگ (Baron Von Streng) :

یہ جان ڈوسن کے بعد ۱۸۵۹ع میں ایک سال کے لیے ہندوستانی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ان کے بعد سید عبداللہ ۱۸۶۰ع سے لے کر ۱۸۶۶ع تک ہندوستانی پڑھاتے رہے۔

۳۔ سید عبداللہ :

سید عبداللہ کے والد کا نام سید محمد تھا۔ جبل پور کے رہنے والے

تھے - سید عبداللہؒ نے ۱۸۳۹ء میں گورنمنٹ کالج جبل پور میں داخلہ لیا اور اس درس گاہ سے انگریزی علم و ادب سے اچھی طرح واقفیت حاصل کی - آپ پہلے شخص تھے جنھوں نے اس علاقے میں انگریزی کی تعلیم حاصل کی - ۱۸۶۰ء میں سید صاحب یونیورسٹی کالج لندن میں اردو زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے - ۱۸۶۶ء میں آپ نے دوبارہ تقرری کے لیے درخواست دی جو رد کر دی گئی - کالج کمیٹی کی رپورٹ بابت مورخہ ۳ اگست ۱۸۶۶ء کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''سید عبداللہ اگست ۱۸۶۶ء تک پروفیسر ہندوستانی رہا - چونکہ سید عبداللہ پرائیویٹ طلبا کو پڑھاتے ہیں اس لیے وہ کالج میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے ، حالاں کہ انھوں نے اپنی درخواست میں اس کا وعدہ کیا تھا کہ وہ کالج میں اپنی کلاسیں لیں گے - اس میں شک نہیں کہ وہ ہندوستانی زبان کے اس ملک میں بہترین استاد ہیں - کمیٹی نے ان کے وعدے پر اعتبار کیا اور ہندوستانی پروفیسر مقرر کرنے کی سفارش کی تا کہ وہ ایک سیشن میں کم از کم ایک جماعت ہندوستانی کی لے سکیں -''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عبد اللہ کا یونیورسٹی کالج میں ہندوستانی پروفیسر کے عہدے پر دوبارہ تقرر نہیں ہوا -

سید صاحب سے مشہور مستشرق ایڈورڈ ہنری پالمر نے اردو زبان سیکھی اور ایسے ماہر ہوئے کہ گارسیں دتاسی نے پالمر کی اردو دوستی اور مہارت کا ذکر اپنے خطبات میں کیا ہے - سید صاحب لندن کے انگریزی اخبار اوریئنٹل سرکلر میں اردو زبان میں اشتہارات بھی لکھتے تھے - اردو میں شاعری بھی کرتے تھے -

گارسین دتاسی سید عبداللہ کے متعلق اپنے خطبات و مقالات میں
اس طرح ذکر کرتا ہے :

۱- خطبہ ۸ (۱۸۵۷ع) :

''بعض ہندوستانی جو عملی طور پر کچھ کرنے سے قاصر رہے ، انھوں نے کھلم کھلا مصیبت زدہ (انگریزوں) سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا - ایسے ہی لوگوں میں سے ایک شخص سید عبداللہ نامی ہے جو بیوہ ملکہ اور شہزادگان اودھ کے ساتھیوں میں سے ہے - جب اس کو جنرل ہنری لارنس کی مرگ کی خبر معلوم ہوئی ، جو کہ غدر کے ایک معرکے میں ہلاک ہوا ، تو اس نے ایک اردو مثنوی لکھ کر شائع کی - سید عبداللہ ایک زمانے میں پنجاب کے کسی انگریزی دفتر میں مترجم رہ چکا تھا اور لارنس سے خاص طور سے واقف تھا - اس نے اسی نظم کا مختصر ترجمہ خود انگریزی نظم میں کیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس روانی کے ساتھ انگریزی زبان لکھنے پر قادر تھا . . . -''

۲- خطبہ نمبر ۱۴ (۱۸۶۴ع) :

'' اودھ اخبار کی ۲۱ مئی کی اشاعت میں شیفیلڈ کی طغیانی کا حال لکھا ہے - یہ مضمون مسٹر ایڈورڈ ہنری پالمر نے لکھا ہے - موصوف کیمبرج کے سینٹ کالج سے متعلق ہیں - آپ نے چوبیس سال ہی کی عمر میں ہندوستانی زبان میں ایسی مہارت حاصل کر لی ہے کہ باید و شاید - یہ سید عبداللہ پروفیسر ہندوستانی ، یونیورسٹی کالج لندن کے فیضِ صحبت کا اثر ہے -''

۳- خطبہ نمبر ۱۷ (۱۸۶۷ء) :

"لندن کے اخبار 'اورینٹل سرکار' نے ہندوستانی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس زبان میں اپنے اشتہارات دینا شروع کیے ہیں ۔ سید عبداللہ ان کے لیے ہندوستانی میں اشتہارات لکھنے کا کام انجام دیتے ہیں ۔ اس اخبار میں دوسری مشرقی زبانوں میں بھی اشتہار نکل رہے ہیں ۔ اگر فرانسیسی اہلِ صنعت بھی اس کی تقلید کریں تو نفع سے خالی نہ ہوگا ۔"

۴- خطبہ نمبر ۱۸ (۱۸۶۸ء) :

''میں سید عبد اللہ کے اس خط کے مضمون کے ساتھ بالکل متفق ہوں جو موصوف نے مرسٹا فورڈ نارتھ کوٹ کے نام لکھا تھا اور جس میں اس امر پر بجا طور پر زور دیا تھا کہ آیندہ سے حکومت ہند سول سروس کے مقابلے کے امتحان میں ہندوستان کی (بعض مروجہ اور) زندہ زبانوں کو لازمی قرار دے ۔ دراصل ان السنہ کو سنسکرت اور عربی کے مقابلے میں کہیں زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ اس واسطے کہ سنسکرت اور عربی کے ساتھ اہل ہند کو ادبی اور علمی تعلق ہے ۔ لیکن اکثر امیدواران سول سروس کے لیے آخرالذکر السنہ بیکار ہوتی ہیں ۔ سید عبداللہ نے اپنے اس خط میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سول سروس کے ہر امیدوار کے لیے یہ لازمی قرار دینا چاہیے کہ وہ ملکی زبان میں بات چیت پر کافی دسترس حاصل کر چکا ہو ۔ زود نوشتہ تحریر بآسانی پڑھ سکے اور اس زبان سے انگریزی میں اور انگریزی سے اس زبان میں بخوبی ترجمہ کرسکے ۔ در اصل یہ تمام باتیں نہایت ضروری ہیں ۔ چنانچہ نظم ہائے ایسٹ انڈیا

کمپنی نے ہیلی بری کالج کے طلبہ کے لیے انھیں لازمی قرار دیا تھا۔ سید عبداللہ کے قابل شاگرد پالمر نے بھی اپنے استاد کے خیالات سے اتفاق کیا ہے۔''

(۵) مقالہ ۱۸۷۰ع :

''بہرحال اس وقت جو مسلمان لندن آتے ہیں ان کی رہبری سید عبداللہ کرتے ہیں جو نہایت دل چسپ اور پُرمذاق آدمی ہیں۔ ان کی بدولت مسلمان نوجوانوں کو ایک راہ نما مل جاتا ہے جو ان کو انگریزوں کی اعلیٰ سوسائٹی میں ملنے جلنے کے آداب سے واقف کراتا ہے۔ ''پردیسیوں کا گھر" (Stranger's Home) میں ، جس کے سرپرست لارڈ ایچ۔ چوموندلے (H. Cholmondeley) ہیں اور بعض دوسرے با رسوخ یورپین اور ایشیائی لوگ اس کے انتظام میں حصہ لیتے ہیں ، بلا کسی تخصیص کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو بعض ایسی سہولتیں بہم پہنچ جاتی ہیں جن کی ایک خصوصی مکان سے توقع کی جاسکتی ہے۔''

(۶) مقالہ ۱۸۷۱ع :

''مسٹر نارمن کے قتل پر کلکتہ کے پورے شہر نے ماتم کیا... سید عبداللہ نے ایلنز انڈین میل کی ۱۹ دسمبر ۱۸۷۱ع کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا ہے اور اس میں یہ امر ثابت کیا کہ اس قتل میں کسی قسم کی سازش نہ تھی بلکہ وہ صرف ایک شخص کا ذاتی فعل تھا۔"

(۷) مقالہ ۱۸۷۴ع :

''سید عبداللہ... نام ور ہندوستانی نے لندن میں ربع صدی

گزرنے کے بعد ، جہاں انھوں نے ایک انگریز (رومن) کیتھولک خاتون سے شادی کی ہے ، اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا ہے ۔ ان کے دوستوں کو اس کا افسوس ہے کہ انگلستان ایک ایسے قابل ایشیائی کی موجودگی سے محروم ہو جائے گا جو اسلامی مشرقی ادب اور انگریزی زبان و ادب کا یکساں طور پر ماہر تھا ۔ وہ یونیورسٹی کالج میں ہندوستانی کے پروفیسر تھے اور سینکڑوں شاگردوں نے آن سے فیض پایا . . . اب وہ بہار میں مہتمم مدارس ہیں ۔''

(۸) ۱۸۷۶ع میں شہزادہ ویلز نے ہندوستان کا دورہ کیا ۔ انھوں نے سید عبداللہ کو بھی شرفِ ملاقات بخشا تھا ۔ گارسیں دتاسی اپنے مقالے ۱۸۷۶ع میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :

''سفر کے دوران میں ولی عہد جن لوگوں سے ملے ، ان میں سید عبداللہ بھی تھے . . . سید صاحب عرصہٗ دراز تک انگلستان میں رہ چکے ہیں اور وہاں ملکہ کے حضور میں کئی مرتبہ پیش ہوئے تھے ۔ کسی موقع پر شہزادہ ویلز سے بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی ۔ چنانچہ ولی عہد نے انھیں دیکھتے ہی پہچان لیا ۔ بعد میں جب ان کی بابت گورنر بنگال سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بہار میں انسپکٹر مدارس ہیں ۔''

مہاراجا نریندر سنگھ بہادر کی فتح کے موقع پر اردو میں ایک قصیدہ لکھا جو لندن سے ۱۸۶۰ع میں شائع ہوا ۔ میر بہادر علی حسینی کی تصنیف 'اخلاقِ ہندی' کو مرتب کیا ، تعارف لکھا اور اشاروں کے ساتھ لندن سے ۱۸۶۸ع میں شائع کیا ۔

۴ - جے - ایف اولمن (J.F. Ullman) :

سید عبداللہ کے بعد پادری جے - ایف - اولمن ۱۸۶۷ع تک یونیورسٹی کالج میں اردو پڑھاتے رہے - پادری صاحب امریکا کے پریز بائیٹرین مشن سے تعلق رکھتے تھے - ہندوستان میں صوبجات شمالی و مغربی اور اٹاوہ میں مشنری سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا - ہندوستانی زبان کے علاوہ آپ ہندی بھی جانتے تھے - یونیورسٹی کالج میں اردو کے ساتھ ساتھ ہندی زبان کی بھی تعلیم دیتے تھے - یونیورسٹی کالج لندن کی کالج کمیٹی نے ان کی درخواست برائے عہدہ پروفیسر ہندوستانی اور ہندی پر ان الفاظ میں سفارش کی تھی :

''ان کا عہدنامۂ جدید کا اصل یونانی سے ہندی میں ترجمہ اور اصل نسخہ کو ہندی میں پیش کرنا بنام دھرم اعلیٰ (دھرمولیا؟) (Dharm Aula) ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنی زبان میں اچھی قابلیت رکھتا ہے - ۲۵ برس ہندوستان میں رہا اور آخری عمر میں انگلستان چلا گیا - ہندی اور ہندوستانی میں وہ لکھ سکتا ہے ، پڑھ سکتا ہے اور تبلیغ کر سکتا ہے - تبلیغ کے لیے اس نے ہندوستانی زبان میں دو کتابیں لکھی ہیں . . . . اس لیے خالص ہندوستانی کو یہ عہدہ نہیں دیا جا سکتا . . . . .''

''لندن سے ۱۸۷۸ع میں ایک کتاب ''لڑکوں کی گیتا ولی'' (Larko Ki Gitawali) شائع کی - یہ مجموعہ بچوں کے لیے ہندوستانی زبان میں بھجنوں اور گیتوں پر مشتمل ہے -''

گارسیں دتاسی خطبہ ۱۶ (۱۸۶۶ع) میں اس کا ذکر کرتا ہے :

''ابھی حال میں یونیورسٹی کالج لندن میں میرے مستعفی شدہ

دوست سید عبداللہ کی جگہ اردو اور ہندی کی پروفیسری پر ریورنڈ جے۔ ایف۔ اولمن کو مامور کیا گیا ہے۔ اس کا شمالی ہند میں امریکا کے پریز بائیٹرین مشن سے تعلق ہے۔ اس نے عہد نامۂ جدید (انجیل و ضمیمہ جات) کا ہندی میں ترجمہ کیا ہے اور ہندوستانی بھجنوں اور مذہبی گیتوں کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ نیز دیگر کتابوں کا مؤلف بھی ہے۔"

جے۔ ایف۔ اولمن اردو میں شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ ان کی ایک تصنیف سوال و جواب اور گیت (Catechism in Verse) پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور سے تیسری بار ۱۹۱۲ء میں ۴۸ صفحات پر شائع ہوئی تھی۔ یہ کتاب منظوم ہے۔ قیمت اس کی ایک پیسہ ہے۔ اس کتابچے پر ان کو پانچ سو روپیہ انعام بھی ملا۔ گارسیں دتاسی نے مقالہ ۱۸۷۷ء میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ۱۸۷۷ء میں یہ کتاب چھپی تھی۔

۵۔ قاضی شہاب الدین ابراہیم:

اولمن کے بعد قاضی صاحب اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ گارسیں دتاسی ان کے متعلق مقالہ ۱۸۷۱ء میں لکھتے ہیں:

"انگلستان میں بھی ہندوستانی کی اہمیت کا لوگوں کو کافی احساس ہو چکا ہے۔ چنانچہ لندن کے یونیورسٹی کالج کی مجلس رفقا میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہندوستانی زبان کی جو کرسی قائم کی گئی ہے، اس پر فوراً کسی کا تقرر ہونا چاہیے۔ چنانچہ حال ہی میں قاضی شہاب الدین ابراہیم کا اس خدمت پر تقرر عمل میں آیا جو ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے معتمد اعزازی ہیں اور عرصے

تک راؤ صاحب کوٹہ کے وزیر رہ چکے ہیں اور اب بھی راجا کے مفوض سفارتی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ موصوف کو ہندوستان کی قومی زبان پر پورا عبور حاصل ہے اور ان کی یہ قابلیت عام طور پر مسلم ہے ۔"

حوالے

۱ - فہرست کتب خانہ گارسیں دتاسی : ایف ڈیلونکل ، پیرس ۱۸۷۹ء (فرانسیسی) ۔

۲ - خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو اورنگ آباد و کراچی ۔

۳ - مقالات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۶۴ء ۔

۴ - ڈکشنری آف نیشنل بائیوگرافی ۔

۵ - ڈکشنری آف انڈین بائیوگرافی : بک لینڈ ۔

۶ - راقم کے نام درج ذیل ادارے کا مراسلہ بابت ۲۸ جنوری ۱۹۷۵ء :
The Library University College London, Gower Street London WCIE 6 BT.

۷ - مندرجہ بالا کتب خانے کا راقم کے نام دوسرا مراسلہ بابت مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء ۔

۸ - راقم کے نام یونیورسٹی لائبریری کیمبرج کا مراسلہ بابت مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۷۵ء ۔

9. An Address to the People of INDIA on the Death of MIR SYED MOHUMAD KHAN BAHADOOR, BY E. H. PALMER - BA, CAMBRIDGE. 1869.

* * *

۳

کنگز کالج لندن

(KING'S COLLEGE LONDON)

گارسیں دتاسی اس درس گاہ کے متعلق اپنے خطبہ نمبر ۱۲ ۱۸۶۲ء میں رقم طراز ہے :

"فٹز ایڈورڈ ہال لندن کے کنگز کالج میں اردو کے پروفیسر ہیں - ڈنکن فاربس کی علیحدگی کے بعد آپ نے اس خدمت کو برضا ورغبت منظور فرمایا - ہال نے Nehemiah Nilakanath Sastri Gore کی ہندی تصنیف شدہ "درشن درپن" جو دو جلدوں میں ہے ، کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور کلکتے سے "ہندو نظام فلسفہ کی عقلی تردید" (A Rational Refutation of the Hindu Philosophical Systom) کے نام سے اسی سال طبع ہوا ہے -"

کالج کا قیام :

کنگز کالج لندن رائل چارٹر مجریہ ۱۴ - اگست ۱۸۲۹ء کے تحت قائم ہوا -

اس کا مقصد :

"تمام جوانوں کو تعلیم دینا تھا - ادب کے مختلف شعبوں اور سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی - اس کے ساتھ ساتھ یونائیٹڈ چرچ آف انگلینڈ اور آئرلینڈ کے تحت مسیحیت کی تبلیغی خدمات سرانجام دینا بھی شامل تھا -"

صحیح معنوں میں تعلیم مذہبیات کے بغیر مکمل نہیں ہوتی - اس لیے عیسائیت کی تعلیم بھی دنیاوی (مادی) تعلیم کے ساتھ دی جاتی تھی - کالج کو چلانے والی ایک کونسل تھی جس کے ارکان کی تعداد حسب ذیل تھی :

سرکاری گورنرز	۹ :
لائف گورنرز	۸ :
خزانچی	۱ :
ممبرز	۲۴ :

برطانیہ کی شاہی حکومت کی طرف سے Strand میں ایک عمارت بطور عطیہ ملی تھی جس میں آج بھی یہ کالج قائم ہے -

۸ اکتوبر ۱۸۳۱ع کو کالج میں درس و تدریس کا آغاز ہوا - کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ولیم اوتر (Dr. William Ottar) مقرر ہوئے - کالج دو حصوں میں منقسم تھا - سینئر ڈیپارٹمنٹ اور جونیر ڈیپارٹمنٹ - حصۂ سینئر میں میڈیکل کی تعلیم دی جاتی تھی اور حصۂ جونیئر ۱۸۹۷ع سے کنگز کالج اسکول کہلانے لگا - ۱۸۴۶ع میں مسیحیت کی تعلیم باقاعدہ دی جانے لگی - ۱۸۵۶ع میں شبینہ جماعتوں (Evening Classes) کا آغاز ہوا - لندن میں پہلی بار دن میں روزی کمانے والے لوگوں کو شام کے وقت تعلیم کی سہولتیں میسر ہوئیں -

السنۂ شرقیہ کی تعلیم اسی وقت دی جانے لگی تھی جب کالج قائم ہوا تھا - پروفیسر ایف - وی - سیڈون (F.V. Seddon) ۱۸۳۳ع میں پروفیسر السنۂ شرقیہ مقرر ہوئے - ان کے بعد پروفیسر ڈنکن فاربس تعینات ہوئے - ۱۸۴۷ع میں چینی اور ۱۸۵۴ع میں

عربی زبان کی تعلیم شروع ہوئی - ۱۸۶۱ع میں ایک الگ شعبہ اورینٹل سیکشن قائم ہوا تاکہ انڈین سول سروس کے طلبا کی مانگ پوری کی جاسکے - شروع شروع کے چند سال تو یہ سیکشن کامیاب رہا مگر بعد میں اس میں انحطاط شروع ہوگیا -

۱۹۲۹ع میں اس کالج کی صد سالہ تقریب منائی گئی اور پروفسیر ایف - جی - سی ہرن شا نے اس کالج کی سو سالہ تاریخ بنام
The Centenary History of Kings College London
مرتب کرکے کتابی صورت میں شائع کی -

۱ - ڈنکن فاربس (۱۷۹۸ - ۱۸۶۸ع) :

یہ مشہور مستشرق تھا - ۱۸۰۱ع کے موسم بہار میں فاربس کے والدین امریکا ہجرت کرکے چلے گئے اور فاربس اپنی کنواری اور امیر خالہ کے پاس انگلستان ہی میں رہ گیا - ۱۸۲۳ع میں ایم - اے کی ڈگری حاصل کی - نومبر ۱۸۲۴ع میں کلکتہ آیا - ۱۸۲۶ع میں بیماری کی وجہ سے واپس انگلستان چلاگیا اور لندن میں گل کرسٹ کے نائب کی حیثیت سے کام کرنے لگا - گل کرسٹ کے بعد ڈاکٹر سینڈ فورڈ ارناٹ کا نائب مقرر ہوا - ۱۸۳۷ع میں کنگز کالج لندن میں ہندوستانی زبان پڑھانے پر مامور ہوا اور ۱۸۶۱ع تک اسی عہدے پر فائز رہا -

گرسیں دتاسی نے خطبہ ۱۸ (۷ دسمبر ۱۸۶۸ع) میں ڈنکن کی وفات کے موقع پر ان کا تفصیلی ذکر اس طرح کیا ہے :

"میرے قدیم اور عزیز ترین دوست ڈنکن فاربس نے بھی جہان فانی کو الوداع کہا - آپ سے میرے نہایت دیرینہ تعلقات تھے - آپ ایک نہایت فاضل مستشرق تھے - آپ نے

متعدد تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں - خصوصاً ہندوستانی لغت نہایت کارآمد ثابت ہوئی ہے - آپ کی لغت نے شیکسپئر کی ہندوستانی لغت کی جگہ اس طرح لے لی ہے جس طرح فرانس میں الگزنڈر (Alexander) کی یونانی لغت نے پلانش (Planche) کی لغت کو ناکارہ بنادیا ہے - فاربس صاحب کو میری طرح ہندوستانی سے طبعاً مناسبت تھی اور آپ اس زبان کی ترقی اور نشر و اشاعت کے لیے ہمیشہ وعظ کیا کرتے تھے - وہ اسکاٹستان کے ایک چھوٹے سے قصبے میں ۱۷۹۸ع میں پیدا ہوئے تھے - جوں توں اپنی تعلیم ختم کرکے آپ کلکتہ چلے گئے تھے جہاں صرف دو سال قیام کرنے کے بعد صحت کی خرابی کے باعث ۱۸۲۶ع میں یورپ واپس ہوئے - اس بار میری ان سے پہلی ملاقات ہوئی - موصوف اپنے دوست سینڈ فورڈ آرناٹ کی طرح ، جن کا جوانی میں ۱۸۳۴ع میں انتقال ہوچکا تھا مشہور فاضل گل کرسٹ کے شاگرد تھے - فاربس نے اولاً گل کرسٹ کا تدریسی نظام سنبھالا ، پھر وہ اور آرناٹ دونوں نے مل کر لندن کے ادارۂ شرقیہ (Oriental Institution) کی بنا ڈالی تھی - میں نے بھی اپنے استاد سلوستر دی ساسی اور جے شیکسپئر کی ہمت افزائی پر پیرس میں لندن والے ادارے کی نقل کی کوشش کی ہے - ۱۸۳۷ع میں فاربس کو لندن یونیورسٹی کے کنگز کالج میں السنۂ شرقیہ کی پروفیسری دی گئی اور ۱۸۴۳ع میں ڈاکٹر آف لا کی (اعزازی) سند عطا ہوئی - فوربس کے خطبات کی طرح مبتدیوں کے لیے لکھی ہوئی ان کی جملہ تصانیف کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ نہایت صاف اور ستھری زبان میں لکھی گئی ہیں - فاربس کے راست بالواسطہ شاگرد

بے شمار ہیں ۔ ان سب کے دلوں میں اپنے استاد کی بے حد قدر تھی ۔ موصوف نے ایک عمدہ اور قیمتی کتب خانہ جمع کیا تھا ۔ تین سال ہوئے بعض وجوہ کی بنا ہر انھوں نے یہ کتابیں فروخت کرڈالیں ۔ چنانچہ میں نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاکر بعض نادر نسخے حاصل کرلیے جو میرے کتب خانے کی زینت ہیں ۔ فاربس نہایت سلیم الطبع اور منکسرالمزاج شخص تھے ۔ ان کی زندگی ایک علم دوست آدمی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہمارے سامنے پیش کرتی تھی اور دوسرے بعض احباب کی طرح ، جن میں شیکسپئر، کترمیر (Quatremere) ، لاگرافژے (Grangeret de Langrauge) شامل ہیں ، فاربس بھی عمر بھر مجرد رہے ۔ ان کے علمی مشاغل میں اہل و عیال کی چپقلش جاری نہیں ہوئی ۔ فاربس نے عمر بھر اپنے کاموں کو انہاک اور انتہائی جوش کے ساتھ انجام دیا اور آخری وقت تک محنت سے کام کرتے رہے ۔ موصوف کا گزشتہ اگست کی ۱۷ تاریخ کو لندن میں انتقال ہوا ۔ میری دعا ہے کہ موصوف کی روح کو امن و چین نصیب ہو ۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے کام کو جو ان کی بہترین یادگار ہے ، عزت و توقیر کی نظر سے دیکھیں ۔"

تصانیف :

(۱) ہندوستانی زبان کا آغاز : لندن ۱۸۶۱—۱۸۴۴—۱۸۲۸ ۔

(۲) آرناٹ کی ہندوستانی زبان کی گرامر میں اضافہ کیا ۔ لندن ۱۸۴۴ ۔

(۳) ہندوستانی مینول (ہندوستان جانے والوں کے لیے) ۱۸۵۰ ۔

(۴) ہندوستانی قواعد : لندن ۱۸۴۶ع ۔

(۵) لغت ہندوستانی انگریزی اور انگریزی ہندوستانی : ۱۸۴۸ع-
۱۸۵۷ع

(۶) لغت ہندوستانی انگریزی (چھوٹی) : لندن ۱۸۶۱ع -

(۷) باغ و بہار کو مرتب کیا : ۱۸۶۹-۱۸۴۹-۱۸۴۶-
انگریزی میں ترجمہ بھی کیا -

(۸) طوطا کہانی (اردو میں) : ۱۸۵۲ع -

۲ - سیموئیل سلیٹر :

ڈنکن فاربس کے بعد ۱۸۶۱ع میں ہندوستانی کی تعلیم دینے پر ان کا تقرر ہوا - ولزلے وظیفے کے تحت سلیٹر نے کنگز کالج لندن ہی سے تعلیم حاصل کی تھی - پھر اسی کالج سے مشنری کی حیثیت سے ہندوستان آیا اور بعد ازاں بشپ کالج کلکتہ میں پروفیسر ہندوستانی مقرر ہوا -

سلیٹر بشپ کاٹن اسکول شملہ کے پرنسپل بھی رہے تھے -
مصنف : قواعد اردو برائے مدارس طلبا - کلکتہ ۱۸۴۹ع -

۳ - فٹز ایڈورڈ ہال :

سلیٹر کے بعد فٹز ایڈورڈ ہال جو بنارس میں پروفیسر ''اینگلو سنسکرت'' تھے ، کنگز کالج لندن میں ہندوستانی زبان کی تعلیم دینے پر مامور ہوئے - ہندوستانی کے ساتھ ساتھ ہال ہندوستان کی تاریخ ، جغرافیہ ، ہندومت اور ہندوستانی قانون کا بھی درس دیتے تھے - ہندوستانی کتابوں میں مونیر کی قواعد اور شیکسپئر کی قواعد اور "باغ و بہار" پڑھایا کرتے تھے -

فٹز ایڈورڈ ہال ۱۸۲۵ع میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۱ع میں وفات پائی - ۱۸۵۰ع میں ہندوستان آئے اور وسط ہند میں ۱۸۵۷ع میں

انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے - ۱۸۶۴ء میں ایسٹ انڈیا میوزیم کے لائبریرین مقرر ہوئے اور اسی سال ملازمت سے مستعفی ہوگئے -

۴ - تھامس ہولے :

یہ مدراس پریزیڈنسی میں ایلور کے ورنیکلر اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے - ۱۸۶۱ء میں کنگز کالج لندن میں تامل اور ٹیلگو اور ہندوستانی کے پروفیسر مقرر ہوئے - ۲۰ برس تک ہولے اس کالج میں تعلیم دیتے رہے -

ہولے کے بعد السنۂ شرقیہ کی تعلیم میں انحطاط شروع ہوگیا اور اس کی طرف سے بے توجہی برتی جانے لگی - ۱۸۸۹ء امپیریل انسٹی ٹیوٹ نے علومِ شرقیہ کی تدریس کے لیے ایک سکول قائم کیا اور اس طرح ہندوستانی زبان کی تعلیم کالج سے یونیورسٹی کالج میں منتقل ہوگئی اور جے- ایف - بلوم ہارٹ ہندوستانی کی تعلیم دینے لگے -

---

حوالے

۱ - خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو اورنگ آباد - کراچی -

۲ - ڈکشنری آف انڈین بائیو گرافی : بک لینڈ (انگریزی) -

۳ - صحیفہ : لاہور ، جنوری ۱۹۶۸ء -

۴ - راقم کے نام :

College Archivist University of London Kings College, Strand London WC 2 R 2 LS

کا مراسلہ بابت مورخہ ۴ اگست ۱۹۷۶ء-

* * *

۴

چیلٹنہم کالج ، گلوسسٹر انگلستان

(CHELTENHAM COLLEGE GLOUCESTER)

فرانسیسی مستشرق گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۸ (۱۸۵۷ء) میں کہتا ہے :

''مئی میں کپتان آدم گورڈن چل بسا ۔ یہ شخص سالہا سال تک مشہور چیلٹنہم کالج میں زبان ہندوستانی کا معلم رہا ۔ یہ زبان اس نے ہندوستان کے ایامِ قیام میں سیکھی تھی ۔ اچانک موت نے اس کو علم کی آغوش ، اپنے کنبے اور دوستوں سے چھین لیا ۔''

کالج کا قیام :

۱۸۴۱ء میں سب سے پہلے Proprietary Grammar کے نام سے یہ اسکول جاری ہوا ۔ یہ عہدِ وکٹوریہ (۱۸۱۹-۱۹۰۱ء) کا پہلا پبلک اسکول تھا ۔ اس کا مقصد یونیورسٹی کے لیے طلبا کو تیار کرنا تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ فوج اور انڈین سول سروس کے لیے بھی طلبا کو تیار کیا جاتا تھا ۔ شروع شروع میں دو شعبوں میں تعلیم دی جاتی تھی ۔ پہلا کلاسیکل شعبہ تھا اور دوسرا ملٹری اور سول شعبہ ۔ موخرالذکر شعبے میں سنسکرت اور ہندوستانی کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ ان دو زبانوں کی درس و تدریس کے لیے کپٹن آدم گورڈن (Adam Gordon) کا تقرر ہوا ۔ جو طلبا انڈین سول سروس میں ملازمت حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے تھے ، گورڈن ان کو تعلیم دیتے تھے ۔

۱۸۴۱ع میں طلبہ کی تعداد ۱۲۰ تھی - جون ۱۸۴۳ع میں ۲۴۴ اور جون ۱۸۴۵ع میں ۳۰۳ تھی -

آدم گورڈن :

ان کا عہدہ اسسٹنٹ ماسٹر کا تھا - ۱۸۴۶ع سے لے کر ۱۸۵۷ع تک گورڈن اس کالج میں تعلیم دیتے رہے - بنگال گھوڑ سوار فوج میں ملازمت کرچکے تھے - کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں ممتحن بھی رہے تھے- گورڈن نے مئی ۱۸۵۷ع میں وفات پائی -

گورڈن کا لڑکا آدم لنڈسے (۱۸۷۰–۱۸۳۳ع) آسٹریلیا کا قومی شاعر تھا - لنڈسے نے کچھ عرصہ چیلٹنم کالج میں بھی تعلیم حاصل کی تھی -

چیلٹنہم سے ۱۸۵۸ع میں آردو سے متعلق مونیر ولیمز (۱۸۹۹ – ۱۸۱۹ع) کی کتاب "Rudiments of Hındustani Grammar " شائع ہوئی تھی -



حوالے

۱ - خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد - کراچی -
۲ - لنگوسٹک سروے آف انڈیا : گریرسن ، جلد نہم ، حصہ اول - (انگریزی)
۳ - راقم کے نام مندرجہ ذیل ادارے کا مراسلہ (سورخہ ۱ دسمبر ۱۹۷۵ع :

County Archivist — County Record Office Shire Hall, Gloucestes—Engladd

۴ - مندرجہ بالا ادارے کا دوسرا مراسلہ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۵ع-

★ ★ ★

۵

آکسفورڈ یونیورسٹی ، آکسفورڈ

(OXFORD UNIVERSITY , OXFORD)

گارسیں دتاسی اپنے خطبہ نمبر ۹ (مورخہ ۵ مئی ۱۸۵۹ء) میں رقم طراز ہے :

"بالآخر یہ بھی فیصلہ ہو چکا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں یہ جو انگلستان کی ممتاز ترین یونیورسٹی ہے ، ہندوستانی کی تعلیم دی جائے گی اور اس کے لیے ایک خاص مسند (Teachership) قائم کی جائے گی ۔"

خطبہ ۱۰ (۷ فروری ۱۸۶۱ء) :

"خود انگلستان میں اردو زبان کا چرچا دن بدن بڑھ رہا ہے ، اس لیے کہ اس زبان کی اہمیت کا لوگوں کو احساس ہوتا جاتا ہے ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں اردو کی مسند قائم ہوگئی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اس زبان کی تحقیق کی طرف توجہ کی جائے ۔ چنانچہ بالآخر جے چیمبرس ۔ کا اس جگہ پر تقرر ہوا ہے ۔"

خطبہ ۱۳ (۷ دسمبر ۱۸۶۳ء) :

"چنانچہ آکسفورڈ اور کیمبرج دونوں یونیورسٹیوں میں ہندوستانی زبان کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے ۔ آکسفورڈ میں جے چیمبرس اور کیمبرج میں جے ۔ جی ۔ اسٹیفن ہندوستانی پڑھاتے ہیں ۔"

آکسفورڈ یونیورسٹی میں ۱۸۵۹ء میں ہندوستانی زبان کی تعلیم دی جانے لگی تھی ۔ چونکہ ہندوستان کی سلطنت اب تاجِ برطانیہ کے تحت آگئی تھی ، اس لیے ہندوستان کی مقبولِ عام زبان کی تعلیم کا انتظام بھی سرکاری سطح پر کیا گیا ۔ جوزف چیمبرس ، جو ہندوستان میں لیفٹنٹ کرنل کے عہدے پر خدمات انجام دے چکے تھے ، یہاں اردو پڑھانے پر مامور ہوئے ۔ لندن کے انڈین سول سروس کے مقابلے کے امتحان میں طلبا کو تیار کرنے کے لیے یہاں اردو کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ جوزف ۱۸۸۰ء تک اردو پڑھاتے رہے ۔ یونیورسٹی نے ان کو اعزازی ایم اے کی ڈگری عطا کی ۔

جوزف ہندی کے مقابلے میں اردو کی حمایت کرتا تھا ۔ گارسیں دتاسی اپنے مقالے بابت ۱۸۷۴ء میں اس پر مزید روشنی ڈالتا ہے ۔ جوزف نے اردو کی حمایت کے سلسلے میں دتاسی کو ایک خط لکھا تھا جو درجِ ذیل ہے :

"مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ آپ اور بہت سے نام ور ہندوستانی حضرات جدید ہندی کے مقابلے میں اردو کے رواج کے حامی ہیں ۔ ہندی مجھے بالکل پسند نہیں کیونکہ یہ فارسی ، عربی ، انگریزی اور کچھ مقامی محاوروں اور سنسکرت ترکیبوں کا ناخوش گوار مجموعہ ہے ۔ یہ سنسکرت ترکیبیں ہندوستان کے کسی ایسے حصے میں رائج نہیں جہاں میں ۱۸۳۴ء سے ۱۸۶۲ء تک مقیم رہا ۔ یہاں جن حصوں کا میں نے سفر کیا ، ان میں بنگال کے تمام اضلاع اور مدراس اور بمبئی کی پریسیڈنسیوں کے کچھ اضلاع شامل ہیں ۔ دیوناگری رسم الخط ، اس میں کوئی شک نہیں کہ ، سنسکرت اور ٹھیٹھ ہندی

کے لیے اچھی طرح موزوں ہے، لیکن اجنبی الفاظ کو تحریر کرنے کے لیے بہت ناقص ہے کیونکہ اس رسم الخط میں دوسرے حروف کی آواز کو ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ المختصر میں یہ سمجھتا ہوں کہ فارسی رسم حروف ہندوستان میں عام استعمال کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ ہندوستانی سپاہی انھی (فارسی) حروف کو استعمال کرتے ہیں اور اگر نہیں کرسکتے تو دیوناگری نہیں بلکہ کیتھی ناگری کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر بنگالی ہوں تو مہاجنی کو اور پنجابی ہوں تو گورمکھی کو۔ اگر وہ فارسی رسم الخط استعمال نہیں کرسکتے تو اس رسم الخط کو استعمال کرتے ہیں جو ان کے مفاد کے مطابق ہو۔"

حوالے

۱ - خطباتِ گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، کراچی

۲ - مقالاتِ گارسیں دتاسی : حصہ دوم، انجمن ترقی اردو ہند دہلی ۱۹۴۳ء۔

۳ - راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء :

E.E. Sabben—Clare, Information officer University Registry Claredon Building Broad Street Oxford OX1 3BD.



٦

کیمبرج یونیورسٹی، کیمبرج

گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۱۰ (۷ فروری ۱۸۶۱ء) میں کہتا ہے:

"کیمبرج میں بھی اس کی پروفیسری (چیئر) قائم کر دی گئی ہے اور اس کے لیے گزشتہ ۲۸ نومبر کو میجر جے۔ جی۔ اسٹیفن نامزد کیے گئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں سب سے بڑے حریف سید احمد تھے۔ سید احمد پہلے سے ایف فالکنر کی جگہ لندن کے یونیورسٹی کالج میں پروفیسر کی حیثیت سے اچھا کام کر رہے تھے۔ بہتر ہو اگر ان سید احمد کو کیمبرج یا آکسفورڈ میں شریک پروفیسر بنایا جائے تاکہ اردو کا صحیح تلفظ اور تحریر و تقریر کی مشق کرائیں۔"

گارسیں دتاسی کے حوالے سے اس بات کی نشان دہی بھی ہوتی ہے کہ کیمبرج یونیورسٹی میں ۲۸ نومبر ۱۸۶۰ء کو میجر جے۔ جی۔ اسٹیفن کی اردو پروفیسر کے عہدے پر تقرری ہوئی تھی۔ سید احمد نامی شخص بھی اس عہدے کے لیے امیدوار تھے مگر ۱۸۷۱ء کے مقالے میں گارسیں دتاسی اس پر مزید روشنی ڈالتا ہے:

"ادھر کچھ دن پہلے جامعہ کیمبرج میں سرکاری طور پر اس کی تدریس کا کوئی خاص انتظام نہ تھا بلکہ فارسی کی طرح اسے بھی عربی اور سنسکرت کے اساتذہ مسٹر پالمر اور مسٹر کوول براہِ مہربانی از خود پڑھا دیا کرتے تھے۔ یونیورسٹی کی

مجلسِ تنظیم نے اس صورتِ حال کو روکنے کے لیے مسٹر پالمر کو ، جو عربی کی طرح ان دونوں زبانوں کے بھی عالم ہیں ، اس زبان کی باقاعدہ تدریس کے لیے ایک خاص الاؤنس کے ساتھ مقرر کیا ہے ، اور اب ہندوستانی زبانوں کے آنرز امتحان میں ، جو ہندوستانی سول سروس کے طلبا کے لیے اور ان طلبا کے لیے جو تقابلی لسانیات کی تیاری کر رہے ہیں ، قائم کیا گیا ہے ، فارسی اور سنسکرت کے دوش بدوش اردو کی بھی تعلیم دی جاتی ہے ۔"

اسی مقالے میں جان پلیٹس کی گرامر کا تعارف کرایا جاتا ہے :

"جامعہ کیمبرج کے ان طلبا کو ، جو ہندوستانی زبان سیکھنا چاہتے ہیں ، اس نئی گرامر سے بہت فائدہ پہنچے گا جسے مسٹر جان پلیٹس نے ابھی شائع کیا ہے ۔"

کیمبرج یونیورسٹی کے ارباب اختیار سے گارسیں دتاسی کے حوالے سے جب خط و کتابت کی گئی تو انھوں نے بتایا کہ :

"کیمبرج یونیورسٹی میں ۱۸۸۳ع میں ہندوستانی ، ہندی اور ٹیلگو زبانوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ۔ ۱۰ مئی ۱۸۸۳ع کو بورڈ آف انڈین سول سروسز قائم ہوا ۔ یہ بورڈ کیمبرج میں انڈین سول سروس کے طلبا کو کنٹرول کرتا تھا ۔ ۴ جون ۱۸۹۱ع کو ہندوستانی ، بنگالی ، تامل ، مرہٹی ، برمی ، سنسکرت ، فارسی اور تاریخِ ہندوستان کے مضامین مستقل پروفیسروں کی زیرِ نگرانی پڑھائے جانے لگے ۔"

اس اقتباس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ۴ جون ۱۸۹۱ع اور اس کے بعد اردو زبان کا الگ پروفیسر مقرر ہوا تھا ۔ اس

تاریخ سے پہلے بقول گارسیں دتاسی اردو کی تعلیم کا انتظام ہو چکا تھا ۔

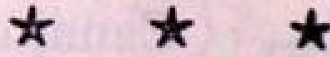
حوالے

۱ ۔ خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ، کراچی ۔

۲ ۔ مقالات گارسیں دتاسی : حصہ اول ، انجمن ترقی اردو ، کراچی ۱۹۶۴ع ۔

۳ ۔ راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۴ع ۔

R.N. Barlow—Poole. Assistant Registary. The Old Schools, Cambridge. CB2 ITN.



۷

ملٹری سیمینری ایڈسکومب، کرائی ڈون، سورے

گارسیں دتاسی خطبہ ۱۰ (۱۸۶۱ع) میں کہتا ہے:

"ولوچ کی شاہی عسکری اکیڈمی میں اردو زبان کا پروفیسر مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔ ایڈسکومب میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجی کالج کو ولوچ کے ساتھ ملحق کرنے کی تجویز پر بھی غور ہو رہا ہے۔"

ایڈسکومب میں فوجی درس گاہ ۱۸۰۹ع میں قائم ہوئی اور ۱۸۶۱ع تک فوجی جوانوں کو تربیت دیتی رہی۔ ۱۸۶۲ع میں اسے اور اس سے ملحقہ جائداد کو فروخت کر دیا گیا اور پانچ شاہراہیں کلائیڈ (Clyde)، کیننگ (Canning)، ہیولاک (Havelock)، ایلجن (Elgin) اور اوترام (Outram) کے نام سے تعمیر کی گئیں تاکہ ان سے ملحقہ عمارات کی یاد تازہ رہے۔

فوجی تربیت گاہ ۱۸۰۹ع میں ایک عمارت میں قائم ہوئی تھی جو ایڈسکومب ہاؤس کہلاتی تھی۔ یہ ہاؤس ۱۸۰۲ع میں ایویلن (Evelyn - ۱۷۰۶—۱۶۲۰ع) کے داماد نے ڈراپر (Draper) کے لیے تعمیر کیا تھا۔ نقاش سر جان وان برگ اور سر جان تھارن ہل تھے۔ کالج ۵۸ ایکڑ اراضی پر مشتمل تھا۔ کالج خود کفیل تھا۔ اس کالج سے ۲۰۰۰ کیڈٹس نے تربیت حاصل کی جو انجینئرز اور توپ کے افسر ان کر نکلے۔ عملی طور پر یہ افسر ہندوستان میں مشہور سپاہی اور منتظمین

ثابت ہوئے۔

ہندوستان میں ۱۸۵۷ع کی جنگ آزادی کے بعد جب برطانیہ نے ہندوستان کو اپنی حدود میں شامل کر لیا تو کمپنی کو اس تربیت گاہ کی ضرورت نہ رہی اور اسے بند کر دیا۔

اس تربیت گاہ میں ۱۸۵۰ع میں دو ڈاکٹر ویسٹال اور کارپنٹر طلبا کے علاج کے لیے مقرر تھے۔ اس لیے طلبا صحت مند اور توانا ہوتے تھے۔ ان کو خوراک بھی اچھی مہیا کی جاتی تھی۔

اردو کے اساتذہ

۱ - جان شیکسپئر (۱۸۵۸-۱۷۷۴ع) :

ان سے گارسیں دتاسی نے زبان اردو کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لیے دونوں مستشرقین میں استاد اور شاگرد کا رشتہ قائم تھا۔ گارسیں دتاسی نے خطبہ نمبر ۹ (۱۸۵۹ع) میں اس کے تفصیلی حالات اس طرح قلم بند کیے ہیں :

"اس صدی کے آغاز سے جو شخص کامیابی کے ساتھ مشرقی ادب کی آبیاری کر رہا تھا، افسوس کہ ایسے فاضل کے وجود سے ہم حال میں محروم ہو گئے۔ یہ شخص ہندوستانی کو لاطینی حروف میں لکھے جانے کا شدید مخالف تھا۔ میری مراد جان شیکسپئر سے ہے جس کا اس موقع پر کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں جو ہندوستانی زبان میں میرا استاد تھا جس طرح مشہور ایس دی ساسی میرا عربی کا استاد تھا۔

جے شیکسپئر ۱۴ - اگست ۱۷۷۴ع کو اسٹینٹن ہرلڈ (Staunton Harold) میں پیدا ہوا جو لیسٹر (Leister) کا ایک قصبہ

ہے - یہاں ان کے اجداد کئی صدیوں سے سکونت گزین رہنے کے مدعی تھے ، اور ان کے ہاں یہ روایت چلی آتی تھی کہ وہ لوگ اسی نام کے مشہور انگریز شاعر کے خاندان سے ہیں - اور جیسا کہ عام طور سے معلوم ہے کہ یہ شاعر سٹریٹ فورڈ آن ایون (Stratford on Avon) میں جو ضلع ہارکرک شائر (Harkurick Shire) کا قصبہ ہے ، پیدا ہوا تھا ، اس لیے یہ لوگ ولیم شیکسپئر شاعر کی اولاد میں سے نہ تھے اور وہ یقیناً اس خاندانی نام کے آخری وارث نہ تھے ، جیسا کہ بعض اخبارات کا بیان ہے ، کیونکہ اس مشہور المیہ نگار نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی -

جان شیکسپئر نوعمری ہی کے زمانے سے مشرق السنہ خصوصاً عربی ، فارسی و ہندوستانی کے حصول کی جانب متوجہ ہوا تھا - ۱۸۰۵ع میں بحری فوجی کالج میں السنۂ شرقیہ کی پروفیسری کے لیے اسے نامزد کیا گیا - اس خدمت کے موقوف ہو جانے کے بعد وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجی کالج واقع ایڈسکومب میں ہندوستانی کی پروفیسری کی خدمت پر مامور ہوا - ۱۸۳۲ع تک وہ اس خدمت کو انجام دیتا رہا - اس کے بعد اولاً رچرڈ ہاٹن اس جگہ پر تعینات ہوئے جو اسی مدرسے کے ایک طالب علم اور سر گریوس (S. Graves) کے بھائی تھے جو ہمارے انسٹی ٹیوٹ (فرانس کی اکیڈیمی) کا رکن ہے - اس کے بعد اس کی بہن کے لڑکے باولس (Bowles) کی ماموری عمل میں آئی - بالآخر کرنل رولینڈسن مامور ہوئے جو اب تک اس خدمت پر فائز ہیں - رائل ایشیا ٹک سوسائٹی کے قیام پر وہ اس کا لائبریرین

مقرر ہوا اور اس اعزازی خدمت کو اس نے اپنی وفات تک انجام دیا - ۱۸۲۹ء میں وہ پیرس آیا اور اس سال کے موسم سرما میں میرے سلسلۂ تعلیم کے آغاز کے دن حاضر رہا - میں نے ان کی موسیو دی ساسی سے ملاقات کرائی جس نے اس سے قبل ہی اس کی تصانیف کے ذریعے سے اس سے واقفیت حاصل کی تھی اور اس کی علمیت کی وہ بے انتہا قدر کرتا تھا - ہم دونوں اوژاں توی (Argen Tieul) گئے جہاں شہر کے قبرستان میں اس کے حقیقی بھائی کی قبر تھی - اس کا بھائی افواجِ برطانیہ کا اسسٹنٹ کمیسری جنرل Asstt. Commes-sary General) تھا اور اتفاقاً گھوڑے سے گرنے کے صدمے سے ۲۰ ستمبر ۱۸۱۵ء کو مر گیا تھا - اس کی قبر کی سرہانے لوح کے انگریزی کتبے سے ان حالات کا پتہ چلتا ہے - مجھے خاص طور سے انگلستان میں ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملا - اس کی پہلی تصنیف ”سپین کے عربوں کی تاریخ“ ہے جو عربی سے ترجمہ کی گئی ہے - یہ تصنیف عریبین انٹی کوئٹیز آف سپین (اندلس کے عربی آثار) نامی سلسلۂ کتب میں لندن میں جے سی مرفی نے ۱۸۱۶ء میں طبع کرائی تھی - اس کے بعد اس نے اپنی ”ہندوستانی صرف و نحو“ ”ہندوستانی کے انتخابات“ ”ہندوستانی لغت“ اور ”مقدمۂ تعلیم ہندوستانی“ متعدد بار طبع کرائیں - اس نے شادی بھی نہیں کی تھی - لینگلی پرائری (Langley Priory) واقع Ashby de la Zouche میں جو زمین اس نے چند سال قبل خریدی تھی وہیں ۸۴ سال کی عمر میں ۱۰ جون ۱۸۵۸ء کو اس کا انتقال ہوا - کہتے ہیں کہ

اس نے دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ (ساڑھے باسٹھ لاکھ فرانک) ترکہ چھوڑا - یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس رقم میں سے اس نے اڑھائی ہزار پونڈ اسٹریٹ فورڈ آن ایون کے اس مکان کی ترمیم و نگہداشت کے لیے چھوڑے جہاں مشہور (شاعر) شیکسپئر پیدا ہوا تھا - اپنی زندگی میں بھی تقریباً اسی قدر رقم اس نے اس کام پر صرف کی تھی - اس مرتبہ اس نے خاص طور پر یہ وصیت کی تھی کہ سوان آف اے ون (Swan of Avon) کے منتظمین سے اس امر کا فیصلہ کر لیا جائے کہ وہاں ایک شیکسپئر میوزیم قائم کیا جائے - اس کے علاوہ اس نے ساٹھ پونڈ (ڈیڑھ ہزار فرانک) سالانہ اس مکان کے چوکیدار اور زائرین کے کتابِ معائنہ کی نگہداشت کے لیے وصیت کیے تا کہ جو لوگ وہاں آئیں وہ اس کتاب میں کوئی شعر یا جملہ اپنے نام کے ساتھ لکھ جائیں -

اس قدر کثیر دولت جو اس مستشرق نے چھوڑی وہ اس کی ہندوستانی کے مبتدیوں کے لیے لکھی ہوئی تصانیف خصوصاً لغت کی کامیابی کی وجہ سے جمع ہوئی تھی - یہ لغت چار مرتبہ طبع ہوئی اور کئی ہزار کی تعداد میں چھپی - یہ مزید ثبوت ہندوستانی زبان کی عام مقبولیت اور اہمیت کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان و ہندوستان دونوں ملکوں میں اس کی کیسی قدر ہے - شیکسپئر کی تصانیف گراں قدر اور گراں قیمت ہیں اور اپنی نوعیت میں منفرد بھی ہیں - اسی طرح کی اور تصانیف بھی ہیں جن کی اشاعت بھی شیکسپئر کی تصانیف کے ساتھ ساتھ بہت کامیابی سے ہوئی ہے -''

۲ - منشی حسن علی :

منشی صاحب لکھنؤ کے رہنے والے تھے اور ایڈسکومب کالج میں شیکسپیئر کے نائب تھے - آپ ۱۸۱۰ع میں کالج میں ملازم ہوئے اور اڑھائی سو پونڈ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی - ۱۸۱۱ع میں انھوں نے اپنی تنخواہ میں ایک سو پونڈ کے اضافے کی درخواست دی جو نامنظور ہوگئی - حسن علی یہاں چھ سال تک ملازمت کرتے رہے - ایڈسکومب کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی اور Asthma بیماری میں مبتلا ہوگئے اور واپس وطن آنے کا ارادہ کیا - کمپنی نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا اور از راہ ہمدردی سینٹ میتھیو کے اقوال (Gospel of St. Mathew) کے اردو ترجمہ کے معاوضے کے طور پر ان کو پچاس پونڈ ادا کیے -

اس کے بعد اور کسی ہندوستانی کا اس عہدے پر تقرر نہیں ہوا -

منشی صاحب نے ایڈسکومب ہی میں ایک انگریز عورت سے شادی کرلی تھی - اس انگریز عورت نے انگریزی زبان میں ایک کتاب Observations on the Muslims of India لکھی جو لندن سے ۱۸۳۲ع میں شائع ہوئی - گارسیں دتاسی نے اس کتاب پر فرانسیسی رسالہ "ژورنل آزیاتیک" کے شمارہ جنوری ۱۸۳۲ع میں تبصرہ بھی کیا تھا -

۳ - رچرڈ ہالٹن :

یہ بھی ایڈسکومب میں ہندوستانی پروفیسر تھے - اگست ۱۸۵۱ع میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے اور ان کی جگہ باولز مقرر ہوئے - گارسیں دتاسی ہاٹن کی وفات پر خطبہ ۱۸ (۱۸۶۸ع) میں لکھتا ہے :

''پچھلے اپریل کی ۵ تاریخ کو رچرڈ ہاٹن کا ۸۶ سال کی عمر میں

انتقال ہو گیا ۔ موصوف آنجہانی سر گریوز سی ہاٹن کے بھائی تھے ۔ السٹی ٹیوٹ آف فرانس کی اکیڈیمی فنون لطیفہ کے بیرونی رکن تھے اور میرے عربی کے ہم سبق تھے ۔ ہم دونوں نے سلوستردی ساسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا تھا ۔ موصوف سال ہا سال سے رمسگیٹ میں اپنی زندگی کے آخری ایام دنیا سے الگ تھلگ گزار رہے تھے ۔ موصوف کو ہندوستانی سے بہت لگاؤ تھا اور آپ مدت تک ایڈسکومب کے فوجی کالج میں السنۂ شرقیہ کے پرفیسر رہ چکے تھے ۔''

۴ ۔ چارلس باولز (C. Bowles) :

ہاٹن کے بعد ہندوستانی زبان کے سینئر پروفیسر مقرر ہوئے ۔ باولز ۱۸۵۹ع میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے ۔ باولز مستشرق شیکسپیئر کا بھتیجا تھا ۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد اپنے چچا شیکسپیئر کی جائیداد کا وارث مقرر ہوا اور چچا کی خواہش کے مطابق اس نے اپنا نام شیکسپیئر رکھ لیا اور لینگلے پرائری میں رہائش اختیار کی ۔ اس کی بہت سی لڑکیاں پیدا ہوئیں ۔ صرف ایک لڑکا پیدا ہوا مگر وہ بھی سولہ برس کی عمر میں وفات پا گیا ۔

کاٹن ماتھر (Cotton Mather) باؤلز کے بعد ۱۸۵۹ع میں ہندوستانی کا پروفیسر مقرر ہوا ۔

۵ ۔ میجر رولینڈسن (Rowlandson) :

یہ ایڈسکومب میں ہندوستانی زبان کے جونیئر پروفیسر تھے ۔ مدراس کی پیادہ فوج میں ملازم رہ چکے تھے اور ماہر لسانیات تھے ۔ میجر صاحب بڑے نرم و رحمدل اور اچھے انسان تھے ۔ کیڈٹس ان کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے ۔ میجر صاحب نے ۱۸۲۰ع میں

کمپنی کی ملازمت اختیار کی - ۱۸۹۴ع میں ان کی عمر ۹۰ سال کی تھی - اس حساب سے آپ تقریباً ۱۸۰۴ع میں پیدا ہوئے -



حوالے

۱- خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد - کراچی -
۲- یورپ میں اردو : آغا افتخار حسین ، مرکزی اردو بورڈ لاہور -
۳- راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۵ مارچ ۱۹۷۶ع -
Mrs. D. C. H. Hobbs, 13, Elgin Road, Addiscombe Croydon, Surrey—England.

* * *

۸

رائل ملٹری اکیڈیمی ولوچ ، انگلستان

(ROYAL MILITARY ACADMEY WOOLWICH)

گارسیں دتاسی اس درس گاہ کے متعلق لکھتا ہے :

(۱) خطبہ ۱۰ (۷ فروری ۱۸۶۱ء) :

''ولوچ کی شاہی اکیڈیمی میں اردو زبان کا پروفیسر مقرر کرنے کی ضرورت ہے - ایڈسکومب میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجی کالج کے ولوچ کے ساتھ ملحق کرنے کی تجویز بھی ہو رہی ہے -''

(۲) خطبہ ۱۱ (۲ دسمبر ۱۸۶۱ء) :

''ہیلی بری اور ایڈ سکومب کی درس گاہوں کے بند ہوجانے سے میری دانست میں ہندوستانی زبان کے شوقِ مطالعہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچے گا - میں نے جس زمانے میں گزشتہ فروری کی سات تاریخ کو اپنے درس پیرس میں شروع کیے تھے اسی زمانے میں ولوچ کی فوجی اکیڈیمی کے طلبہ نے بھی اپنا اردو کورس دوبارہ شروع کیا تھا - اب ایسٹ انڈیا کمپنی کے سابقہ فوجی مدرسہ کے طلبہ ولوچ کے مدرسے میں داخل ہوئے ہیں - لیکن ان کی تعلیم دوسرے طلبہ سے مختلف ہے - چونکہ بعد میں ان کا ارادہ ہندوستان میں فوجی افسروں کی خدمات پر جانے کا ہوتا ہے اس لیے خاص طور پر ان کے علاوہ استاد مقرر کیے

جاتے ہیں جو انھیں ہندوستانی اور دوسری مشرق زبانیں سکھاتے ہیں ، جن کی انھیں آئندہ زندگی میں ضرورت پڑے گی ۔“

(۲) خطبہ ۲۱ (۱ دسمبر ۱۸۶۲ع) :

”ہیلی بری کے کالج کی جگہ ولوچ کی فوجی اکیڈیمی میں مشرق علوم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے ۔ یہاں مسٹر کاٹن ہندوستانی زبان کی تعلیم دیتے ہیں ۔ مگر اب لندن کے کنگز کالج میں مشرقی علوم کا ایک علیحدہ شعبہ قائم ہوا ہے ۔ ہیلی بری کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد متعدد اشخاص نے ملکی نظم و نسق اور علم و فضل میں بڑا نام پیدا کیا تھا ۔ امید ہے کہ وہی روایات اب بھی قائم رہیں گی ۔“

کالج کا قیام اور اس کا مقصد :

مقامی زبان میں اس تربیت گاہ کو The Shop کہا جاتا ہے ۔ جارج دوم (۱۶۸۳–۱۷۶۰ع) نے ایک شاہی فرمان (Royal Warrant) بابت مورخہ ۳ ۔ اپریل ۱۷۴۱ع کے ذریعے اس کو قائم کیا ۔ جان ڈیوک آف مان ڈیگو نے ماسٹر جنرل آف آور آرڈیننس کو مخاطب کرتے ہوئے اس تربیت گاہ کا مقصد اس طرح بیان کیا ہے :

“........that it would conduce to the good of our Service if an Academy or School was instituted endorsed and supported for instructing the raw and inexperience people belonging to the military branch of this office, and in the several parts of mathematics necessary to qualify then for the service of the Artillery and the business of the Engineers; and that there is a

convenient root at Woolwich Warren, which is our property, and may be fitted up for the purpose."

۱۷۴۰ء میں اس اکیڈیمی میں سات کمپنیاں تھیں ۔ ہر کمپنی میں پانچ کیڈٹس تھے ۔ ان کو Cadet Gunners یا Mattrosses کہا جاتا تھا ۔ ۱۷۴۴ء میں ان تمام کمپنیوں کو ایک کمپنی میں مدغم کردیا گیا اور اس کا نام جینٹلمین کیڈٹس رکھا ۔ یہ کمپنی ایک کیپٹن ، تین لیفٹننٹ ، ایک ڈرم میجر اور چالیس کیڈٹس پر مشتمل تھی ۔ وان برغ (Vanburgh) کی عمارت رہائش کے قابل نہیں تھی اور تنگ بھی تھی اس لیے کیڈٹس کو قصبے میں اپنی رہائش کا انتظام کرنا پڑتا تھا ۔ ۱۷۵۲ء میں اکیڈیمی کے قریب کیڈٹس کے لیے بیرکیں تعمیر کی گئیں ۔ سونے کے لیے نئی طرز کے بیڈ تعمیر کیے گئے جس کی وجہ سے ایک بیڈ میں دو دو طلبا کو اکٹھا سونا پڑتا تھا ۔ اس دور میں طلبا کی عمر ۱۲ اور ۳۰ سال کے درمیان ہوتی تھی ۔ ۱۸۰۶ء میں نئی عمارت تعمیر کی گئی اور تربیت گاہ میں زیر تربیت طلبا کو اس عمارت میں منتقل کیا گیا ۔

۱۸۰۳ء میں طلبا کی تعداد ۱۰۰ اور ۱۸۰۶ء میں ۱۸۸ تھی ۔ واٹرلو جنگ (جون ۱۸۱۵ء) کے بعد ان کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ۔ ۱۸۷۰ء میں ان کی تعداد دو سو تھی جو بعد میں ہمیشہ قائم رہی ۔ اس تربیت گاہ کا اعلیٰ افسر گورنر ہوتا تھا ۔ ۱۱ فروری ۱۸۶۲ء کو فیلڈ مارشل ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف کیمبرج گورنر تھا جو کمانڈر انچیف بھی تھا ۔

۱۸۶۱ء میں ایڈسکومب کی تربیت گاہ بند ہوگئی اور اس کا ہندوستانی پڑھانے والا عملہ (کاٹن ماتھر) رائل ملٹری اکیڈیمی

ولوچ میں آگیا اور ۱۸۶۱ع ہی میں یہاں اردو کی تعلیم دی جانے لگی۔ کاٹن ماتھر یہاں ۱۸۶۵ع تک اردو پڑھاتے رہے۔

کاٹن ماتھر :

ان کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔

رابرٹسن راڈرک (۶۹-۱۸۱۴ع) :

ان کے باپ کا نام راڈرک رابرٹسن تھا جو کلکتہ کی ایک فرم اسٹیوارٹ اینڈ رابرٹسن کا مالک تھا۔ رابرٹسن راڈرک کی ماں کا نام این (Anne) تھا۔

رابرٹسن ۲۵ مئی ۱۸۱۴ع کو کلکتہ میں پیدا ہوا۔ ۱۸۳۲ع میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں کیڈٹ بھرتی ہوا۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۳۳ع کو ہندوستان آیا اور فوج کی ملازمت میں خدمات انجام دینے لگا۔ ۹ اگست ۱۸۵۱ع کو کیپٹن کے عہدے پر ترقی پائی۔ ۱۰ جنوری ۱۸۵۹ع کو ملازمت سے سبکدوش ہوا۔ ولوچ میں رابرٹسن ۱۸۶۱ع میں ہندوستانی زبان کا پروفیسر مقرر ہوا اور ۹ سال تک اردو پڑھاتا رہا۔

ولوچ میں ہر شش ماہی ہندوستانی زبان میں مستحق طلبا کو وظائف دیے جاتے تھے۔ فاربس کی لغت، ولیمز اور ماتھر کی قواعد فاربس کی باغ و بہار اور بیتال پچیسی طلبا کو پڑھائی جاتی تھیں۔

حوالے

۱۔ خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، کراچی۔
۲۔ راقم کے نام مراسلہ : بابت مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۶ع۔
R.O.II. Historical, Assist. Secretary.
Royal Artillery Institution, Old Royal Military Academy
Woolwich. London, SE 18, 4JJ.

۹

رائل ملٹری کالج سندھرسٹ ، کمبرلے ، سورے

گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۹ (۱۸۵۹ع) میں کہتا ہے :

''ہیلی بری کالج کے بند ہو جانے سے جو نقصان مشرق علوم کی تحصیل میں واقع ہوا ہے وہ ابھی سے محسوس کیا جانے لگا ہے - توقع ہے کہ انڈیا کونسل جدید کالج ان نوجوانوں کے لیے قائم کرے گی جو انڈین سول سروس کے لیے نامزد کیے جاتے ہیں - کیونکہ اس نے ایڈسکومب کا رائل ملٹری کالج فوجی خدمات کے لیے بعض اصلاحات کے ساتھ برقرار رکھا ہے اور دوران تعلیم ہندوستانی زبان کو برطانوی ہند کی عام زبان کی حیثیت سے قائم رکھا گیا ہے - سندھرسٹ کے رائل ملٹری کالج میں بھی ہندوستانی پڑھائی جائے گی اور ۱۸۶۱ع میں اس کا دروازہ بلا امتیاز رتبہ تمام ایسے خواہش مندوں کے لیے کھول دیا جائے گا جو ان شرائط کی تکمیل کر سکیں جو اس درس گاہ کے داخلے کے لیے عائد کی گئی ہیں -''[*]

کالج کا قیام اور اس کا مقصد :

سب سے پہلے یہ کالج ۱۷۹۹ع میں ہائی وائی کامب (High Wycombe) میں قائم ہوا - ۱۸۰۲ع میں گریٹ مارلو میں اور ۱۸۱۳ع میں سندھرسٹ کے مقام پر منتقل ہوا - اس کالج کا مقصد :

''برطانیہ کی فوج ، توپ خانہ اور پیدل سوار فوج کے لیے افسر تیار کرنا تھا -''[*]

اس درس گاہ کا صدر کمانڈر انچیف ہوتا تھا - اس کالج کے دو حصے تھے - ایک کیڈٹس کالج اور دوسرا اسٹاف کالج - ۱۸۵۷ع سے پہلے اسٹاف کالج رائل ملٹری کالج سندھرسٹ کا سینیئر حصہ تھا - اس حصے میں جان ڈوسن اردو زبان کے پروفیسر تھے - اردو کے علاوہ یہاں فرانسیسی اور جرمن زبان کی بھی تعلیم دی جاتی تھی-

جان ڈوسن (John Dowson—۱۸۸۱—۱۸۲۰ع) :

ڈوسن اکسبرج (Uxbridge) میں ۱۸۲۰ع میں پیدا ہوا - اپنے چچا ایڈون نارس (Edwin Norris) سے السنہ مشرقیہ کی تعلیم حاصل کی - اپنے چچا کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے سلسلے میں چند سال مدد بھی دی تھی - اس کی وجہ سے وہ ہیلی بری کالج میں ٹیوٹر مقرر ہوا - ۱۸۵۵ع میں یونیورسٹی کالج لندن میں ہندوستانی زبان کا پروفیسر مقرر ہوا - اس کے ساتھ ساتھ ڈوسن اسٹاف کالج سندھرسٹ میں بھی ہندوستانی زبان کا درس دیتا تھا اور ۱۸۷۷ع تک وہ اس معزز عہدے پر کام کرتا رہا - اس نے اردو سے متعلق یہ کتابیں لکھی ہیں :

۱ - قواعد اردو یا ہندوستانی : ۱۸۷۲ع[1] -

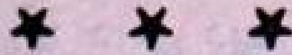
۲ - اخوان الصفا کے ایک حصے کا ۱۸۶۹ع میں اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا -

گارسیں دتاسی نے اپنے مقالے ۱۸۷۲ع میں اس کی اردو قواعد کی تعریف کی ہے اور اسے سب سے زیادہ مکمل کہا ہے - قواعد کے

---

۱ - ڈکشنری آف نیشنل بائیوگرافی میں اس کا سنہ اشاعت ۱۸۶۲ع ہے جو غلط ہے - کتاب کے سرورق پر صحیح سنہ اشاعت ۱۸۷۲ع لکھا ہوا ہے -

۲۴۲ صفحات کے بعد اردو زبان شکستہ طرز میں لکھی ہوئی ہے۔ املا کی اس صنف سے بھی ڈوسن نے اردو دوستوں کو آگاہ کیا ہے کہ شکستہ تحریر کیا ہوتی ہے اور کس طرح پڑھی جاتی ہے۔



حوالے

۱۔ خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ، کراچی۔

۲۔ ڈکشنری آف انڈین بائیو گرافی : بک لینڈ۔

۳۔ ڈکشنری آف نیشنل بائیو گرافی۔

۴۔ راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۵ مئی ۱۹۷۶ع :

G. H. Wright. Deputy Librarian. Central Library the Royal Military Academy Sandhurst — Camberley — Surrey, England.

* * *

۱۰

چیتھم ، کینٹ ، انگلستان

(CHATHAM - KENT - ENGLAND)

گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۱۱ (۲ دسمبر ۱۸۶۱ع) میں کہتا ہے : "مسٹر روجرس (E. H. Rogers) نے ایک کتاب "ہندوستانی کس طرح بولی جائے[۱]" لکھی ہے - یہ کتاب نہ صرف فوجی لوگوں کے لیے مفید ہے جن کے لیے خاص طور پر یہ تصنیف کی گئی ہے بلکہ ان انگریز بیرسٹروں کے لیے بھی نہایت کارآمد ہے جن کا ارادہ ہندوستان میں وکالت کرنے کا ہے - ہندوستان میں آج کل خفیہ مقدمات کی عدالتیں ہر جگہ قائم ہو رہی ہیں - ان نوجوان انگریزوں کے لیے بھی ، جو اپنے وطن میں اپنی قسمت آزمائیں - لیکن اس سے پیشتر کہ وہ ہندوستان جانے کا ارادہ کریں ، یہ از بس ضروری ہے کہ وہ دیسی لوگوں کی زبان کا مطالعہ کریں اور اسے سیکھ لیں - انھیں ہندوستانی لوگوں کے ان محاوروں کو جاننا چاہیے جو ہر وقت گفتگو میں استعمال ہوتے ہیں - مسٹر روجرس کی کتاب میں ان کے متعلق پوری معلومات مل سکتی ہیں - موصوف پہلے Lawrence Asylum کے ناظم تھے اور آج کل چیتھم کے انڈین Depots میں ہندوستانی کے استاد ہیں -"

---

۱ - اس کا پورا نام یہ ہے :
How to speak Hindustani, being an easy guide to conversation in that language, for the use of the soldiers and others, proceeding to India, in—12, 84 Pages.

کالج کا قیام اور اس کا مقصد :

جنگ آزادی (۱۸۵۷ع) کے بعد ۱۸۵۸ع میں ہندوستان کا وسیع علاقہ تاجِ برطانیہ کے تحت آ گیا ۔ برطانوی فوج کا ایک بڑا حصہ ہندوستان میں اپنے ملک برطانیہ کی حدود میں وسعت پیدا کرنے کے لیے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے کوشاں تھا ۔ اس پیادہ فوج کا انتظام چلانے کے لیے چیتھم کے علاقے میں ایک مرکز قائم کیا گیا تاکہ تابری اور ایسکس (Tilbury & Assex) کی بندرگاہوں سے بوقت ضرورت ہندوستان مزید فوجی مدد بھیجی جا سکے ۔ یہاں عسکری طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا :

فرسٹ انڈین بٹالین (انڈین ڈپو) ۔

سیکنڈ انڈین بٹالین (انڈین ڈپو) ۔

تھرڈ انڈین بٹالین (انڈین ڈپو) ۔

چونکہ اس مرکز سے تمام گورا فوج ہندوستان بھیجی جاتی تھی اس لیے یقینی طور پر یہاں اردو زبان کی تعلیم کا مناسب انتظام تھا اور ہندوستان جانے والے انگریز فوجی جوانوں کو ہندوستان کے عوام کی زبان ہندوستانی کا درس دیا جاتا تھا ۔

۱۸۶۲ع میں ہندوستان کی عسکری طاقت تاج برطانیہ کے کنٹرول میں آ گئی اور اس طرح چیتھم کی مرکزیت اپنی وقعت کھو گئی ۔ اس وقت ایک صدی سے پیادہ فوج کی بجائے صرف رائل انجینئرز اقامت گزیں ہیں ۔

چیتھم کے انڈین Depots میں روجرس سے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں ۔ رائل انجینئرز کارپس ، لائبریری ، دی انسٹی ٹیوٹ آف رائل انجینئرز چیتھم ، کینٹ نے راقم کے نام

اپنے مراسلے بابت مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۶ء میں لا علمی ظاہر کی ہے -



حوالے

۱ - خطبات گارسین دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد ، کراچی -
۲ - راقم کے نام مراسلہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

★ ★ ★

۱۱

ٹرنٹی کالج ڈبلن ، آئرلینڈ

(TRINITY COLLEGE, DUBLIN)

ڈبلن یونیورسٹی میں ۱۸۵۶ء میں اردو کی تعلیم کا آغاز ہوا۔

گارسیں دتاسی خطبہ ۱۲ (۱۸۶۲ء) میں کہتا ہے :

"۱۸۵۶ء میں ڈبلن یونیورسٹی میں بھی ہندوستانی (اردو)، فارسی اور عربی کی تعلیم شروع ہوگئی ہے۔ لندن کے یونیورسٹی کالج کی طرح ڈبلن میں بھی ایک ہندوستانی عالم مولوی اولاد علی ان زبانوں کی تعلیم دینے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔"

خطبہ ۱۹ (۱۸۶۹ء) :

"سید احمد خاں انگلستان آ رہے ہیں تو ہندوستان کے ایک اور مشہور مسلمان عالم سید اولاد علی اپنے وطن واپس جانے والے ہیں تا کہ وہاں لوگوں کو تمدن جدید کی برکات سے آگاہ کریں اور اخبار بینی کا شوق پیدا کرائیں جس کے ذریعے یورپ کی ترقی کا حال اہلِ ہند کو معلوم ہو اور ہندوستان میں ترقی کی جو مساعی ہو رہی ہیں ان کے متعلق لوگوں کو واقفیت حاصل ہو۔ سید اولاد علی آئرلینڈ کی ڈبلن یونیورسٹی میں ہندوستان کی اسلامی زبانیں پڑھاتے ہیں اور کئی برس سے ڈبلن میں مقیم ہیں۔"

میر سید اولاد علی :

یونیورسٹی ڈبلن میں ۱۸۶۱ع سے لے کر ۱۸۹۸ع تک اسلامی زبانیں پڑھاتے رہے - یعنی پروفیسر عربی ۱۸۶۱ع سے ۱۸۶۶ع تک ، پروفیسر عربی اور ہندوستانی ۱۸۶۶ع سے ۱۸۷۳ع تک اور پروفیسر عربی ، ہندوستانی اور فارسی ۱۸۷۳ع سے ۱۸۹۸ع تک -

۱۸۹۸ع میں میر صاحب کا انتقال ہوگیا -

گارسیں دتاسی اپنی تاریخ ادبیات کی جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ پر کہتا ہے کہ ان کا نام میر اولاد علی اور تخلص امیر تھا -

اسی تاریخ کی جلد ۱ صفحہ ۲۵۵ پر اس پر مزید اضافہ ہوتا ہے کہ :

''سید صاحب اودھ کے رہنے والے تھے - یورپ کا سفر بھی کیا تھا -''

مقالہ ۱۸۷۰ع میں اور اضافہ ہوتا ہے :

''میر اولاد علی کے ایک بھائی بھوپال میں ڈاکٹر تھے - ان کا آبائی وطن شاہ آباد ضلع ہردوئی تھا -''

میر صاحب اردو زبان پر کامل عبور رکھتے تھے - اس وقت کے ہندوستانی اخبار ان کے مضامین بڑے شوق سے شائع کیا کرتے تھے - گارسیں دتاسی خطبہ ۱۷ میں اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے -

''اردو کے سب اخباروں میں 'اودھ اخبار' بہترین خیال کیا جاتا ہے - کانپور سے اس کا ضمیمہ شائع ہوتا ہے جس کا نام 'کانپور گزٹ' ہے - لیکن جب سے لکھنؤ اور کانپور کے درمیان ریل بن گئی ہے ، اس وقت سے 'کانپور گزٹ' کی اشاعت موقوف

کر دی گئی ہے . . . . اس سال مجھے اس رسالے کا صرف ۲۹ جنوری کا نمبر پڑھنے کو ملا ہے۔ اس کے مضامین بہت دلچسپ تھے . . . . ایک مضمون سید اولاد علی نے فاضل ملکہ وکٹوریہ کی توصیف میں لکھا ہے۔ یہ مضمون مشرق خطابت کا شاہ کار ہے۔ اس پورے مضمون کو اخبار عالم نے بھی نقل کیا ہے۔"

ڈبلن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈبلیو رائٹ (W. Wright) نے ایک انگریزی ہندوستانی لغت بھی تیار کی تھی۔ گارسیں دتاسی خطبہ ۱۰ میں کہتا ہے کہ اس کی تدوین میں بہترین ماخذوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور موصوف نے خاص کر اصل کتابوں سے اپنے ذاتی مطالعے سے پورا پورا استفاد کیا ہے۔

حوالے

۱۔ خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد۔ کراچی۔

۲۔ راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۵ع۔
M.C. Griffith. Archives Assistant Trinity College Dublin 2.

۳۔ مقالات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۶۴ع۔

★ ★ ★

۱۲

ایٹن کالج ایٹن ، ونڈسر ، انگلستان

(ETON COLLEGE, WINDSOR, ENGLAND)

شاہ برطانیہ ہنری ششم (۱۴۲۱-۱۴۷۱ع) نے ۱۴۴۰ع میں انگلش پبلک اسکول کے نام سے اس کالج کو جاری کیا۔ تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

گارسیں دتاسی نے براہ راست اس درس گاہ کا ذکر نہیں کیا۔ Eton Register پارٹ دوم ۱۸۵۳-۱۸۵۹ع (ایٹن ۱۹۰۵) کے صفحہ نمبر ۴۰ پر اضافی اساتذہ (Extra Masters) کے تذکرے میں السنۂ شرقیہ کے استاد برک ہارٹ بارکر (Burckhardt Barker) کا ذکر ہے۔ بارکر ایٹن کالج میں جنوری ۱۸۵۴ع سے دسمبر ۱۸۵۵ع تک السنۂ شرقیہ کا درس دیتے رہے۔

"ڈکشنری آف نیشنل بائیوگرافی (مختصر) مطبوعہ ۱۹۶۱ع کے مطابق بارکر ۱۸۱۰ع کے قریب پیدا ہوا اور ۱۸۵۶ع میں وفات پائی - ایٹن کالج میں عربی ، ترکی ، روسی اور ہندوستانی زبانوں کا پروفیسر تھا۔"

ایٹن کالج ، ونڈسر کے ارباب اختیار نے راقم کے نام ایک مراسلے میں بارکر کو جرمن ، عبرانی اور اطالوی کے Visiting Teacher جیسا استاد کہا ہے جو ایک یا دو لڑکوں کو ہندوستانی زبان کی تعلیم دینے کے لیے ونڈسر (Windsor) یا لندن سے آتا تھا۔ ان سے پہلے کسی دوسرے السنۂ شرقیہ کے استاد یا پروفیسر کا

ذکر نہیں ملتا - بارکر نے 'بیتال پچیسی' کا اردو میں ترجمہ کیا تھا - گارسیں دتاسی خطبہ ۱۰ (۱۸۶۱ع) میں اس کا ذکر کرتا ہے:

"ہندوستانی قدیم کتب میں، جو حال ہی میں مکرر چھپی ہیں، بیتال پچیسی قابل ذکر ہے - اس کتاب میں مسٹر ڈنکن فاربس نے بڑی محنت سے لغات کے معنی بھی درج کردیے ہیں - نیز اسی کے ساتھ ہی بارکر آنجہانی کا بین السطور ترجمہ بھی ہے جس کی مدد سے طالب علم کو اس قدیم کتاب کے سمجھنے میں زیادہ زحمت نہ ہوگی -"



حوالے

۱ - خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو اورنگ آباد، کراچی -

۲ - ڈکشنری آف نیشنل بائیوگرافی (مختصر) مطبوعہ ۱۹۶۱ع -

۳ - راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۷۶ع -

Patrick Strong. Keeper of College Library and Collections. Penzance, Eton College, Windsor, Berks. SL 4 6DB.

* * *

۱۳

ایڈن برگ، اسکاٹ لینڈ

ایڈن برگ میں دو جگہوں پر السنۂ شرقیہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ایک ایڈن برگ یونیورسٹی میں اور دوسری سکاٹش ملٹری اینڈ نیول اکیڈیمی ایڈن برگ میں۔

ایڈن برگ یونیورسٹی :

۱۵۸۳ء میں ایڈن برگ شہر کی کونسل نے جیمز چہارم (۱۵۱۳—۱۴۷۳ء) کے چارٹر مجریہ ۱۴۔ اپریل ۱۵۸۲ء کے تحت اسے قائم کیا۔ ۱۸۶۲ء میں جان میور (J. Muir) سنسکرت پڑھانے پر مامور ہوئے۔ جان میور بنگال سول سروس سے تعلق رکھتے تھے۔ موجودہ صدی میں یعنی ۱۹۶۴ء میں عربی اور ۱۹۷۶ء میں فارسی کی تعلیم دی جانے لگی ہے۔

سکاٹش ملٹری اینڈ نیول اکیڈیمی ایڈن برگ :

یہ تربیت گاہ ۱۸۲۵ء میں قائم ہوئی تھی۔ سب سے پہلے اس کا نام "ملٹری اکیڈیمی ایڈن برگ" تھا۔ اسکاٹ لینڈ کے معزز اور شریف شہریوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس کا مقصد اس طرح بیان کیا گیا ہے :

"اس تربیت گاہ میں شریف اور معزز لوگوں کے وہ صاحبزادے داخل ہو سکتے ہیں جو ملٹری میں خدمت کرنا چاہتے ہیں۔"

پڑھائی کے لیے ہفتے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ کتابی کام سوموار، بدھ اور جمعہ کو ہوتا تھا۔ ان دنوں لسانیات، حساب، ریاضی

ڈرائینگ ، جیومیٹری ، قلعہ بندی ، جغرافیہ اور توپ کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ عملی کام منگل اور جمعرات کو ہوتا تھا ۔ ان دو دنوں میں ملٹری کے عملی کام کیے جاتے تھے ۔ موسمِ گرما میں ایک مخصوص میدان میں خیمے لگا کر وہ عملی کام کیے جاتے تھے جو جنگ کے دنوں میں کیے جاتے تھے ۔

طلبا کو تین کمپنیوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر کمپنی باری باری کام کرتی تھی ۔ ہر طالب علم کو ایک ہفتہ آفیسر کی حیثیت سے زندگی گزارنی ہوتی تھی ۔ اس دوران اسے ایک ذمہ دار ، سنجیدہ اور بارعب شخص کا کردار ادا کرنا ہوتا تھا ۔ جب تک کوئی طالب علم ملٹری ضوابط کو اپنانے کا کوئی مؤثر ثبوت نہیں دیتا تھا ، اس وقت تک اسے کمانڈر نہیں بنایا جاتا تھا ۔

نیواسٹیٹسٹیکل اکاؤنٹ آف اسکاٹ لینڈ مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے مطابق :

”اس اکیڈیمی کا مقصد ان شاگردوں کو تعلیم دینا ہے جن کا ارادہ بحری یا بری افواج میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سروس میں ملازمت کرنا ہے ۔ اس اکیڈیمی کے منتظمین کمپنی کے حصہ دار ، مخیر حضرات اور سالانہ چندہ دینے والے تھے ۔ اس کا ایک صدر اور ایک کمیٹی انتظام چلانے والی تھی ۔ ملٹری سپرنٹنڈنٹ اور مختلف جماعتوں کے اساتذہ تھے ۔ کلاسیکل اور جدید تعلیم کے علاوہ ملٹری اینڈ سول انجینئرنگ ، لینڈ اسکیپ ڈرائینگ ، نیوی گیشن ، کیمسٹری ، نیچرل فلاسفی ، جدید لسانیات ، السنۂ شرقیہ ، ملٹری کی ورزشیں ، جمناسٹک ، پریکٹیکل مکینکس اور ماڈلنگ کی تعلیم دی جاتی تھی ۔“

چار ماہ کی فیس تین پونڈ تین شلنگ سے لے کر ایک پونڈ ایک شلنگ تک ہر جماعت کی ہوتی تھی - ۱۸۵۸ع کے بعد یہ تربیت گاہ بند ہو گئی - یہاں مشرقی زبانوں کی تعلیم دینے کے لیے یہ لوگ مامور تھے :

۱۸۳۲—۱۸۲۵ع : جیمز نوبل ، پروفیسر فارسی ، ہندوستانی اور عربی -
۱۸۴۵—۱۸۳۳ع : جیمز آر بیلن ٹائن " "
۱۸۵۸—۱۸۴۶ع : ڈیوڈ لسٹن " "

بیلن ٹائن ، جیمز رابرٹ (۱۸۶۴—۱۸۱۳ع) :

والد کا نام الگزنڈر بیلن ٹائن جو ۳۲—۱۸۲۹ع میں ایڈن برگ اور بیلی بری میں پرنٹرز تھے -

بیلن ٹائن نے ۲۷—۱۸۲۴ع میں ایڈن برگ اکیڈیمی میں تیسری سے لے کر ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی - ۱۸۴۵ع میں ایل ایل - ڈی - کی سند لی - پرنسپل گورنمنٹ کالج بنارس ۶۱—۱۸۴۶ع ، پروفیسر مارل فلاسفی ۱۸۵۶ع — ۱۸۴۴ع میں وائلٹ رابرٹ سن اور ۱۸۵۴ع میں انابیل مارچ میسن سے شادی کی -

بک لینڈ نے اپنی کتاب ڈکشنری آف انڈین بائیوگرافی میں ۱۸۳۹ع میں ان کو بری و بحری اکیڈیمی ایڈن برگ میں پروفیسر اُردو اور ۶۱—۱۸۴۵ع میں پرنسپل بنارس کالج لکھا ہے جو درست نہیں ہے - اوپر صحیح سنین دے دیے گئے ہیں -

گارسیں دتاسی بیلن ٹائن کے متعلق کہتا ہے :

خطبہ ۱۰ (۱۸۶۱ع) :

"ایسٹ انڈیا ہاؤس کے کتب خانے کا نگران کار ہندوستانی زبان

کے ماہر ڈاکٹر بیلن ٹائن کو مقرر کیا گیا ہے - علوم سنسکرت میں موصوف کی معلومات اپنے پیش روؤں ولکنس (Wilkins) اور ولسن سے کسی لحاظ سے کم نہیں ہیں - چنانچہ ان کی متعدد مشہور تصانیف سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے -''

خطبہ ۱۲ (۱۸۶۲ع) :

(۱) ''پنڈت بدری لال نے سنسکرت کی کتاب ہتو پدیش کی پہلی فصل کا اردو میں ترجمہ جیمز آر بیلن ٹائن کی ہدایت پر کیا ہے -''

(۲) ''کنگز کالج لندن کے مشرقی شعبے میں مسٹر فٹز ایڈورڈ ہال ہندوستانی زبان کی تعلیم دیتے ہیں اور مسٹر بیلن ٹائن سنسکرت پڑھاتے ہیں -''

بیلن ٹائن نے ۱۶ فروری ۱۸۶۴ع کو وفات پائی - انگریزی کے اخبار Edinburgh Evening Courant کے شمارہ ۱۹ فروری ۱۸۶۴ع میں اس کی وفات کی خبر اس طرح شائع ہوئی تھی :

"Died on the 16th instant, James R. Ballantyne Esqr, LL. D., Late Principal of Benares College India."

گارسیں دتاسی خطبہ نمبر ۱۴ (۱۸۶۴ع) میں اس کی وفات کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :

''اس سال متعدد لوگوں کے انتقالِ پرملال سے ہندوستانی ادب کو ناقابلِ تلافی نقصان برداشت کرنا پڑا - ڈاکٹر جیمس بیلن ٹائن مدت سے جدید ہندوستانی زبان کو چھوڑ کر مقدس زبان (سنسکرت) کی تحقیق میں مصروف تھے - آپ نے ۱۶ فروری ۱۸۶۴ع کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی - آپ

عرصہ قبل فوت شدہ ماہر ہندیات جیمس مائیکل کے بھانجے تھے۔ بیلن ٹائن نے ہندی اور بھاشا کی صرف و نحو پر ایک کتاب لکھی[1] اور دوسری کتاب ہندوستانی صرف و نحو[2] پر لکھی، جس کے اب تک دو ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک کتاب "منتخبات ہندوستانی" (Hindustani Selections) کے نام سے اور ایک دوسری کتاب ہندوستانی انشاء پر لکھی جس کا نام Hindustani Letters Lithographed in the Nustuleek and Shikustuamez Character ہے۔ ایک اور کتاب Oriental Interpreter Practical ہے۔ اس میں انگریزی سے ہندوستانی اور فارسی میں ترجمے کے طریقے اور مثالیں ہیں۔

مسٹر بیلن ٹائن بالکل نوجوانی کے زمانے میں ایڈنبرا کی ملٹری اینڈ نیول اکیڈیمی میں ہندوستانی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ کئی سال تک ہندوستان میں بنارس کالج میں پرنسپل کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ایسٹ انڈیا ہاؤس کے کتب خانے کے ناظم ہوگئے۔ موصوف سے پہلے ممتاز عالم ایچ ایچ ولسن اس خدمت پر تھے۔ اس سے پہلے ولکنس تھے اور ان سے قبل فنز ایڈورڈ ہال تھے جو کنگز کالج میں ہندوستانی زبان کے پروفیسر تھے۔ مسٹر بیلن ٹائن اپنی موت سے قبل سنسکرت کی ایک ضخیم کتاب مہا بھاشا کی اشاعت میں مشغول تھے۔ یہ کتاب پانینی کی صرف و نحو کی شرح ہے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اسے چار جلدوں میں شائع کریں گے لیکن اپنی زندگی میں صرف ایک جلد

---

1 - Elements of Hindi and Bhakha Grammar, London 1839 *in* 4.
2 - Hindustani Grammar and Exercises. London 1838.

شائع کرسکے - پہلی جلد فولیو تقطیع کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور قدیم ہندوؤں کی کتابوں کی طرح لمبی تقطیع پر ہے - اس کتاب کی طباعت کے اخراجات حکومت ہند کی جانب سے دیے گئے ہیں -"

حوالے

۱ - خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، اورنگ آباد - کراچی -
۲ - ڈکشنری آف انڈین بائیو گرافی : بک لینڈ -
۳ - راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ع :

Antony P. Shearman City Librarian.
The City of Edinburgh District Council.
Department of Recreation, Library Services.
Central Library, George IV Bridge, Edinburgh EHI IEG.

نیپلز میں مشرقی علوم کا ادارہ[1]

اٹلی کے دارالحکومت نیپلز میں اٹھارھویں صدی عیسوی میں ایک اطالوی کیتھولک مشنری ماتیوریپا (Matteo Ripa) نے مشرقی علوم کے ادارے کی بنا ڈالی۔ اس ادارے کی ابتدا ماتیوریپا کی Chinese Seminary سے ہوئی۔ ۷۔ اپریل ۱۷۳۲ع کو Pope Clemente XII نے اس ادارے کو تسلیم کیا اور جنوبی اطالیہ میں اس کے اخراجات پورے کرنے کے لیے ایک جائداد وقف کر دی۔ یہ ادارہ وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا رہا۔ ۱۸۶۸ع میں اس کا نام Reale Collegio Asiatic (مشرق علوم کا شاہی مدرسہ) رکھ دیا گیا۔ ۱۸۸۸ع میں اس کا نام اوریئنٹل انسٹی ٹیوٹ (Instituto Orientale) رکھ دیا گیا۔ اس سے پہلے یہاں صرف چین کے متعلق تعلیم دی جاتی تھی۔ ۱۸۸۸ع میں مشرق ممالک کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی عام زبان اردو کی تعلیم بھی دی جانے لگی۔ ۱۹۲۵ع میں اس کا نام Instituto Superior Orientale رکھا گیا اور ۱۹۳۷ع میں اسے یونیورسٹی کا درجہ دے کر Universitario Orientale Instituto بنا دیا گیا۔ ۱۹۵۷ع میں حکومت نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

اردو تدریس کی روایت اس ادارے میں بہت قدیم ہے، اور جس وقت گارسیں دتاسی پیرس میں اردو کا درس دے رہے تھے،

۱۔ "یورپ میں اردو" از آغا افتخار حسین سے مدد لی گئی ہے۔

اس وقت کامیلو تالیابوے (Camillo Tagliabue) یہاں اردو کی تعلیم دینے پر مامور تھے - انھوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن ان کی گرامر ''ہندوستانی یا اردو زبان کی قواعد" (Grammatica della Lingua Indostana) بہت مشہور ہے - یہ کتاب دو جلدوں میں ہے - جلد اول میں ۲۵۸ صفحات اور جلد دوم میں ۲۹۰ صفحات ہیں - دونوں جلدیں روم سے ۱۸۹۲ع میں شائع ہوئیں -

اس ادارے کی مرکزی لائبریری کا نام اس کے بانی ماتیوریپا کے نام پر Biblioteca M. Ripa ہی ہے -

---

حوالے

۱ - یورپ میں اردو : آغا افتخار حسین ، مرکزی اردو بورڈ ، لاہور -

۱۵

پیرس میں مشرق کی زندہ زبانوں کا مدرسہ

لوئی چہاردہم (Louis XIV. 1643 –1715) کا عہد فرانس کی تاریخ میں سیاسی و ادبی لحاظ سے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ سیاسی طور سے فرانس یورپ میں ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا۔ ادبی لحاظ سے اس نے مشرقی ممالک سے تعلقات بڑھانے کے لیے مشرقی زبانوں کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ فرانسیسی لڑکوں کو مشرقی زبانوں کی تعلیم دلانے کے لیے استنبول اور سمرنا کے مشہور مدرسوں میں بھیجا جانے لگا تاکہ ان سے مشرقی ممالک میں سفارتی یا مترجمین کی خدمات لی جائیں۔ ان کو زبانوں کے لڑکے (Jeunes de langues) کہا جاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد حکومت فرانس نے خود اپنے ملک میں زبانوں کے لڑکوں کا مدرسہ (Ecole de Jeunes de langues) قائم کیا۔ انقلاب فرانس ۱۷۸۹ع نے یوں تو سب ادارے اور مدرسے ختم کر دیے تھے مگر مشرق سے تعلقات قائم رکھنے کے لیے اور ان سے مزید تعلقات بڑھانے کے لیے مشرقی زبانوں کے مدرسے کی ضرورت کو بری طرح محسوس کیا۔ انقلابی حکومت نے محریہ ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ع کے تحت اس قسم کا ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس مدرسہ کا بانی لوئی لانگلے (Louis Langles 1763 –1824) ہے۔ لانگلے عربی اور فارسی کا عالم و فاضل شخص تھا۔ اس کے کتب خانے میں گارسیں دتاسی نے ۱۸۱۷ع میں ہندوستانی زبان کی اولین کتابیں خصوصی طور پر "آرائش محفل" مصنفہ افسوس دیکھی تھی۔ بقولِ گارسیں دتاسی، لانگلے نے انقلابی حکومت کو زندہ مشرقی زبانوں کا مدرسہ قائم کرنے پر آمادہ کیا۔ اس سکول کا وہ پہلا ناظم اور فارسی کا پروفیسر تھا۔

۲۲ جون ۱۷۹۶ء کو قومی کتب خانہ پیرس کے احاطے میں مدرسہ میں مشرقی زبانوں یعنی عربی، ترکی، فارسی، تاتاری اور ملائی کی تعلیم دی جانے لگی۔ پروفیسر لانگلے فارسی اور پروفیسر سلوستر دی ساسی (۱۷۵۸-۱۸۳۳ء) عربی زبان پڑھانے پر مامور ہوئے۔ لانگلے کی وفات کے بعد سلوستر دی ساسی اس مدرسے کے ناظم مقرر ہوئے اور ۱۸۳۸ء تک اس عہدے پر مامور رہے۔ سلوستر پہلا یورپی شخص ہے جس نے پچاس سال تک عربی ادب کی خدمت کی[1]۔ چونکہ فارسی بھی مسلمانوں کی زبان تھی، سلوستر فارسی میں بھی اچھی قابلیت رکھتا تھا۔ عربی اور فارسی کے لگاؤ ہی نے سلوستر دی ساسی کو ہندوستان کے عوام کی زبان خصوصاً مسلمانوں کی زبان ہندوستانی (اردو) کی طرف متوجہ کیا۔ فروری ۱۸۲۸ء[2] میں اس کی کوششوں سے مدرسے میں اردو کی مسند قائم ہوئی اور گارسیں دتاسی پسر ژوزیف ژاک گارسیں اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے جو ۱۸۷۸ء تک اردو زبان و ادب کی تعلیم دیتے رہے۔

گارسیں دتاسی (۱۷۹۴-۱۸۷۸ء)[3]:

گارسیں دتاسی کا پورا نام Joseph Heliodore Sagesse Vertu Garcin de Tassy تھا۔ اس کا دادا ژان ژوزیف گارسیں (Jean Joseph Garcin) مارسیلز میں تجارت کرتا تھا اور باپ ژوزیف ژاک گارسیں

۱- Journal of Bengal Asiatic Society. Vol. 5 - 1839 P. 7.

۲- Le Corrospondant. 25 Sep. 1875 P. 1170.

۳- گارسیں دتاسی کے حالات زندگی پروفیسر ڈاکٹر سیدہ ثریا حسین (علی گڑھ) کے تحقیقی مقالے مطبوعہ پانڈی چری ۱۹۶۲ء سے لیے ہیں جس کا نام ہے:
Garcin de Tassy—Biographic et etude Critique de Ses Oeuvres

(Joseph Jacques Garcin) مارسیلز میں دلال تھا - ژوزیف ژاک نے ۳۴ برس کی عمر میں مارسیلز کے تاسی (Tassy) خاندان کی ایک ۲۶ سالہ خاتون کلیر ورژینی تاسی (Claire Virginie Tassy) بنت اندرے تاسی (مرحوم) (Andre Tassy) سے ۲۱ جنوری[1] ۱۷۹۳ع کو شادی کی - ان دونوں کے ہاں ۲۰ جنوری ۱۷۹۴ع کو گارسیں دتاسی پیدا ہوا - اس کا ایک چھوٹا بھائی ژوزیف تھیوفل (Joseph Theophile) ۹- اگست ۱۸۰۳ع کو پیدا ہوا -

گارسیں دتاسی ۲۳ برس کی عمر تک (۱۸۱۷ع تک) مارسیلز ہی میں رہا - ہندوستان کے مغل دربار کی ثروت اور سلاطینِ ترکی کی سطوت اس زمانے میں ہر فرنگی نوجوان کو ان ممالک کے سنہرے خواب دکھایا کرتی تھی - اس لیے وہ عربی ، فارسی اور ترکی زبانیں بڑے ذوق و شوق سے سیکھتے تھے - مارسیلز میں عربی کی تعلیم کا انتظام تھا جس سے تاجر بھی فائدہ اٹھاتے تھے - اس زمانے میں ایک مصری دو جبریل طویل (Don Jabriel Touil) عربی زبان کی تعلیم دینے پر مامور تھا - ایک اور مصری عیسائی رافائیل د موناخس (Raphael de Monachs) بھی وہیں تھا[2] - بقول گارسیں دتاسی ، اس نے ۲۰ برس کی عمر میں (۱۸۱۴ع میں) ان دونوں مصریوں سے عربی کی تعلیم حاصل کی - تین سال بعد اس نے پیرس جاکر یونیورسٹی میں شرکت کی اور سلوستردی ساسی کے تحت عربی فارسی اور

---

۱ - مقالات گارسیں دتاسی ، جلد اول کراچی ۱۹۶۴ع کے صفحہ ۳۰۴ پر تاریخ شادی ۱۱ جنوری دی گئی ہے جو غلط ہے - صحیح تاریخ ۲۱ جنوری ہے -

۲ - بعد میں یہ دونوں سلوستر دی ساسی کے مددگار کی حیثیت سے مدرسے میں عربی کا درس دینے لگے تھے - (مقالہ ۱۸۷۳ع ، ص ۲۹۶) -

ترکی کی تعلیم حاصل کی - تعلیم کے اختتام پر اس نے ایک عربی کتاب کا فرانسیسی میں ترجمہ شائع کیا تو سلوستر دی ساسی کی سفارش پر اسے ۱۸۲۱ء میں شاہ فرانس کے حضور باریابی ہوئی اور ۲۹ اپریل ۱۸۳۷ء کو اسے جمیعت اعزازی (Legion d' Honneur) کے خطاب سے نوازا گیا -

تعلیم ختم کرنے کے بعد گارسیں دتاسی ۱۸۲۲ء میں کالیژ د فرانس (College de France) میں سیکریٹری کی خدمت پر مامور ہوا اور اسی سال ۵ دسمبر کو پیرس کے ایک بڑے خاندان کی لڑکی ماری فیلسیت سوفی سیسے (Marie Felicite Sophic Salsset) سے شادی کی - اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور باون سال کی رفاقت کے بعد چل بسی - مقالہ ۱۸۷۵ء میں گارسیں دتاسی اس غم کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :

"لیکن سب سے پہلے میں اپنے ایک ذاتی غم کے ذکر کی اجازت چاہتا ہوں - میری رفیقۂ حیات ۵۲ سال تک میرے گلزار زندگی کو سرسبز رکھنے کے بعد حال ہی میں ایامِ خزاں کا مقابلہ کرنے کے لیے مجھے تنہا چھوڑ گئی - اتنے بڑے سانحے کے سامنے میں صبر اور خاموشی کی قوت کے سوا کچھ نہیں چاہتا -"

بعد ازاں گارسیں دتاسی کالیژ د فرانس میں، فارسی کے پروفیسر کی نیابت بھی کرتا تھا - سلوستر دی ساسی اپنے زمانے کا جیّد عالم اور علم دوست انسان تھا - وہ خود عربی زبان و ادب میں گہری واقفیت رکھتا تھا - اس نے اپنے شاگرد رشید گارسیں دتاسی کو ہندوستان کے عوام کی زبان ہندوستانی (اردو) کو سیکھنے کا مشورہ دیا -

گارسیں دتاسی ہندوستانی کی تعلیم کے لیے انگلستان گیا - عربی ، فارسی اور ترکی سے واقفیت کے باعث اس نے آسانی سے اردو سیکھ لی - یہاں اس کی ملاقات مشہور مستشرق جان شیکسپیئر (۱۸۵۸–۱۷۷۴ع) سے ہوئی اور اس سے گارسیں دتاسی نے اردو کی تعلیم حاصل کی - گارسیں اس اجنبی زبان میں اس قدر ماہر ہوگیا کہ سلوستردی ساسی کی کوششوں سے ۲۴ برس کی عمر میں اس کا تقرر مشرقی زبانوں کے مدرسے میں بطور پروفیسر ہندوستانی کے ہوا -

گارسیں دتاسی اردو زبان کا شیدائی تھا - اس کے دور میں برطانیہ میں جہاں جہاں اردو کی تعلیم دی جاتی تھی ، گارسیں ان مراکز میں ضرور گیا ہوگا - مثلاً ۱۸۳۷ع میں وہ کمپنی کے کالج ہیلی بری گیا - خطبہ نمبر ۸ (۱۸۵۷ع) میں اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کالج ہیلی بری کے پرنسپل مرزا محمد ابراہیم مقبہ سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے -

گارسیں دتاسی نے ۲ ستمبر ۱۸۷۸ع کو وفات پائی - آخری وقت وہ پیرس میں Rue Saint-Andre'-des arts No. 43 میں مقیم تھا - ۱۸۲۲ع سے لے کر ۱۸۷۸ع تک اس نے ادبی خدمات سرانجام دیں - وہ عربی ، فارسی ، ترکی ، اردو ، ہندی اور سنسکرت زبانیں جانتا تھا - ان میں وہ اچھی قابلیت بھی رکھتا تھا - اردو اس کی مخصوص زبان تھی - اس نے ان زبانوں میں اور ان زبانوں سے متعلق لکھی ہوئی کتابوں پر بڑے فاضلانہ اور عالمانہ انداز میں تبصرے ، تجزیے اور تراجم کیے اور غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے صحیح نسخے مرتب کیے - اس کا ادبی میدان بڑا وسیع ہے - مذہب معاشرت، سیاست ، سائنس ، علم و ادب غرضیکہ ہر موضوع پر

اس نے کچھ نہ کچھ لکھا۔ خصوصاً اردو کی حمایت میں نڈر ہو کر لکھا۔ گارسیں اردو لکھ سکتا تھا، بول سکتا تھا اور پڑھ سکتا تھا۔ وہ ہر اس شخص سے محبت کرتا تھا جو اس کی چہیتی زبان اردو کو اچھا کہتا تھا۔ ڈاکٹر سیدہ ثریا حسین نے اپنے تحقیقی مقالے میں ان کی ۱۵۵ کتب و مقالات کا کھوج لگایا ہے۔ ڈاکٹر حمیداللہ مقیم حال پیرس نے اس تعداد میں تین اور کا اضافہ کیا ہے۔ راقم نے اپنے تحقیقی مقالے ''خطبات گارسیں دتاسی۔ ترتیب و تعلیقات'' میں تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ان کتب و مقالات کی تعداد ۱۵۹ ہوتی ہے۔ اس تعداد کو ہم آخری اور مکمل نہیں کہہ سکتے۔ جوں جوں اس عظیم مستشرق پر تحقیق ہو گی، توں توں اس تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

گارسیں دتاسی کے خطبات اور مقالات اور تاریخ ادبیات ہندوی و ہندوستانی دو ایسے شاہ کار ہیں جو اس کو دوسرے مستشرقین سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہ دونوں شاہکار ایک ہی ہیں۔ صرف نام کا فرق ہے۔ خطبات و مقالات میں جن شعرا اور مصنفین کا اس نے ذکر کیا ہے، تاریخ ادبیات میں اس نے ان کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے اور ذرا تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ اس نے اردو زبان سے متعلق جو کچھ لکھا ہے، صرف اپنی مادری زبان فرانسیسی میں لکھا ہے۔

گارسیں دتاسی کا ایک ذاتی کتب خانہ بھی تھا۔ اس میں دنیا کی بہت سی زبانوں کی مطبوعہ کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ دنیا کی علمی و ادبی انجمنوں کے رسائل بھی تھے۔ ہندوستان میں چھپنے والے اخبارات و رسائل بھی موجود تھے۔ اردو زبان میں

اور اس زبان سے متعلق کتب و رسائل اور اخبارات کی تعداد زیادہ تھی -

گارسیں دتاسی کی اردو سے محبت و شفقت بے لوث تھی - اس محبت اور لگاؤ میں خلوص تھا - کوئی مالی ، سیاسی اور مذہبی فائدہ نہیں تھا - ہندوستان کی عوامی زبان اردو سے محبت کرنے پر اس نے ہندوستان میں رہنے والے اہل علم اور علم پرور حضرات کو اپنا دوست اور غمخوار بنا لیا تھا - گارسیں دتاسی کی مشہور تصانیف و تالیفات درج ذیل ہیں :

۱- ہندوستان کی شاعرات : ۱۸۵۴ع -

۲- تاریخ ادبیات ہندوی و ہندوستانی -

پہلی جلد : ۱۸۳۹ع مطبوعہ اورینٹل ٹرانسلیشن کمیٹی آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ - صفحات ۶۰۵ -

پہلی اور دوسری جلد : ۱۸۴۷ع ، پیرس -

پہلی ، دوسری اور تیسری جلد : ۱۸۷۰ع اور ۱۸۷۱ع پیرس -

۳- خطبات ۱۸۵۰ع سے ۱۸۶۹ع تک -

دوسری بار مطبوعہ پیرس ۱۸۷۴ع -

۴- مقالات ۱۸۷۰ع سے ۱۸۷۷ع تک -

۵- لغت فرانسیسی - ہندوستانی اور ہندوستانی - فرانسیسی : گارسیں دتاسی کی زیر نگرانی فرانسیس ڈیلونکل نے مرتب کی - مطبوعہ پیرس ۱۸۷۶ع -

۶- قواعد ہندوستانی زبان کے ابتدائی اصول : ۱۸۲۹ع

۷- اردو زبان کی قواعد : ضمیمہ ، ۱۸۳۳ع -
۸- میر تقی کی مثنوی اژدرنامہ کا ۱۸۲۵ع میں ترجمہ کیا۔
۹- دیوان ولی مرتب کیا۔ پیرس ۱۸۳۳ع ، صفحات ۱۴۴ -
۱۰- مرثیہ میر عبداللہ مسکین : ترجمہ ، پیرس ۱۸۴۵ع -
۱۱- آرائشِ محفل : میر شیر علی افسوس ، ترجمہ ۱۸۲۶ع -
۱۲- باغ و بہار : ترجمہ ، ۱۸۵۴ع -
۱۳- سفرنامہ کام روپ : تحسین الدین ، ترجمہ ۱۸۳۴ع -
۱۴- گل بکاولی : ترجمہ ، ۱۸۵۸ع -
۱۵- آثار الصنادید : سید احمد خان ، ترجمہ ۱۸۵۴ع -
۱۶- سیاحت نامہ : کریم خان جھجر ، ترجمہ ۱۸۶۵ع -
۱۷- تذکرۂ سخن شعرا : عبدالغفور نساخ ، ترجمہ ۱۸۷۶ع[1] -

گارسیں دتاسی کی اردو دوستی اور عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ علمی دنیا نے بھی اس پر تحقیقی کام کرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ مثلاً :

۱- خطباتِ گارسیں دتاسی فرانسیسی زبان میں تھے۔ ان کا اردو ترجمہ انجمن ترقی اردو ہند اورنگ آباد (بھارت) نے ۱۹۳۵ع میں شائع کیا۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نے دوسری بار ۱۹۷۴ع میں ان کو شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے ان کی تصحیح کی ہے۔

۲- مقالاتِ گارسیں دتاسی۔
اردو ترجمہ انجمن ترقی اردو ہند ، دہلی ۱۹۴۳ع - (دو جلدوں میں) دوسری بار انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی

۱- ڈاکٹر سیدہ ثریا حسین نے اپنے تحقیقی مقالے میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

نے پہلی جلد ۱۹۶۴ء میں شائع کی ہے ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس کے آخر میں سیر حاصل اختتامیہ قلم بند کیا ہے ۔

۳- ڈاکٹر سیدہ ثریا حسین پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۔ بھارت نے فرانسیسی زبان میں :

"گارسیں دتاسی کی حیات اور کارناموں کا علمی جائزہ"
لکھ کر پیرس سے ۱۹۶۲ء میں اردو میں پی ایچ ۔ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی ۔

۴- گارسیں دتاسی کی فرانسیسی زبان میں "تاریخ ادبیات ہندوی و ہندوستانی" کا تین جلدوں میں تاریخ ادب ہندوستانی کے نام سے اردو میں ترجمہ و تنقید و حاشیہ ایک فرانسیسی خاتون لیلیاں سکستن نے کیا ہے ۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی کے تحت اس خاتون نے کام کیا اور ۱۹۶۰ء میں کراچی یونیورسٹی سے اردو میں پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری لی ۔

۵- راقم نے ڈاکٹر سید سخی احمد ہاشمی ، پروفیسر اردو ، سندھ یونیورسٹی حیدر آباد کی نگرانی میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "خطبات گارسیں دتاسی ۔ ترتیب و تعلیقات" لکھ کر سندھ یونیورسٹی حیدر آباد سے ۱۹۷۶ء میں اردو میں پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے ۔

۶- راقم نے گارسیں دتاسی کے پہلے پانچ خطبات کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں ۔ پہلے خطبے

کا ترجمہ لاہور کے انگریزی اخبار "دی پاکستان ٹائمز" کے شمارہ ۱۷ اپریل ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا ہے۔

حوالے

۱۔ خطبات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ہند ، اورنگ آباد ، کراچی۔

۲۔ مقالات گارسیں دتاسی : انجمن ترقی اردو ، دہلی ، پاکستان کراچی۔ ۱۹۴۳ء ، ۱۹۶۴ء۔

۳۔ یورپ میں اردو : آغا افتخار حسین ، مرکزی اردو بورڈ لاہور۔

۴۔ جرنل آف بنگال ایشیاٹک سوسائٹی : جلد ۵ ، ۱۸۳۹ء۔

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر سیدہ ثریا حسین کا فرانسیسی زبان میں تحقیقی مقالہ۔

برن یونیورسٹی

گارسیں دتاسی نے براہ راست اس درس گاہ کا ذکر نہیں کیا ۔

آسٹریلوی مستشرق اسپرنگر (Aloys Sprenger) کے حوالے سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ برن (Bern) یونیورسٹی میں اردو کی تعلیم دی جاتی تھی ۔

اسپرنگر ۳ ستمبر ۱۸۱۳ء کو پیدا ہوا اور ۱۸۹۳ء میں وفات پائی ۔ اسپرنگر یوں تو آسٹریلیا کا باشندہ تھا مگر ۱۸۳۸ء میں اس نے برطانوی شہریت اختیار کرلی تھی ۔ طب اور السنۂ شرقیہ کی تعلیم وی آنا میں حاصل کی ۔ ۱۸۴۱ء میں ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی ۔ ۱۸۴۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں کلکتہ میں سول سرجن بن کر آئے ۔ ۱۸۴۴ء میں آپ دہلی کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے ۔ ۱۸۴۵ء میں کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے ۔ ۱۸۴۸ء میں لکھنؤ میں نائب ریزیڈنٹ مقرر ہوئے ۔ اس ملازمت کے دوران آپ نے اٹھارہ ماہ کی مدت میں شاہان اودھ کے کتب خانوں کی ایک فہرست مرتب کی ۔ ۱۸۵۸ء میں آپ برن چلے گئے اور ۱۸۸۱ء تک یہیں مقیم رہے ۔ اِس مدت میں آپ برن یونیورسٹی میں اعزازی پروفیسر تعنیات ہوئے ۔ مشرقی زبانیں اور مشرقی ادب پڑھایا کرتے تھے ۔ موسم گرما ۱۸۵۹ء سے لے کر موسم سرما ۱۸۷۳ء تک آپ برن یونیورسٹی میں عربی اور فارسی زبانیں اور ادب پڑھاتے رہے ۔

موسم گرما ۱۸۵۹ع سے لے کر موسم سرما ۶۲-۱۸۶۱ع تک آپ ہفتے میں ایک بار دو گھنٹے سے چار گھنٹے ہندوستانی زبان و ادب پڑھاتے تھے - انگریزی میں لیکچر دیا کرتے تھے - اس سے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوسکیں -

تصانیف :

۱ - قواعد انگریزی ہندوستانی : ۱۸۴۵ع -

۲ - ۱۸۴۵ع میں اردو زبان میں علمی ہفت روزہ "قران السعدین" جاری کیا -

---

حوالے

۱ - راقم کے نام مراسلہ بابت مورخہ ۸ فروری ۱۹۷۷ع -

Franz Allemann Assistant Orientlisches Seminar Islamwissenschaftliche Abteilung Waldheimstrasse 6 CH—3012 Bern

2. Webster's Biographical Dictionary By Amerriam Webster

3. Nelson's Encyclopedia Vol. XXI London.

مجلس ترقیٔ ادب کی چند مطبوعات

قیمت

۱ - مقالاتِ مولوی محمد شفیع : (جلد اول)
مرتبہ احمد ربانی ۱۵/-
۲ - مقالاتِ مولوی محمد شفیع : (جلد دوم) ۲۰/-
۳ - مقالاتِ مولوی محمد شفیع : (جلد سوم) ۳۵/-
۴ - مقالاتِ مولوی محمد شفیع : (جلد چہارم) ۱۲/-
۵ - مقالاتِ مولوی محمد شفیع : (جلد پنجم) ۴۵/-
۶ - یادداشت ہائے مولوی محمد شفیع :
مرتبہ پروفیسر وزیر الحسن عابدی ۱۵/-
۷ - آب حیات کی حمایت میں اور دوسرے مضامین :
از ڈاکٹر محمد صادق ۱۴/-
۸ - اسلوب : از سید عابد علی عابد ۱۵/-
۹ - اردوے قدیم — دکن اور پنجاب میں :
از ڈاکٹر محمد باقر ۱۵/-
۱۰ - اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری
از ڈاکٹر فرمان فتح پوری ۲۸/-
۱۱ - ارمغانِ ایران : مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی . . . ۱۰/۵۰
۱۲ - تعلیم و تہذیب : از پروفیسر حمید احمد خاں ۲۰/-
۱۳ - مقالاتِ تاثیر : مرتبہ ممتاز اختر مرزا ۶۰/-
۱۴ - فارسی زبان و ادب : از ڈاکٹر سید عبداللہ ۳۶/-
۱۵ - نذر حمید احمد خاں : مرتبہ احمد ندیم قاسمی . . . ۵۰/-

مجلس ترقی ادب ، کلب روڈ ، لاہور

مطبوعہ ظفر سنز پرنٹرز ، لاہور